”ایران وعراق“
میں
نوابین اودھ
کے
قومی
اور
تعمیری خدمات:

محقق

مرزا ھمایوں قدر (ایڈوکیٹ)

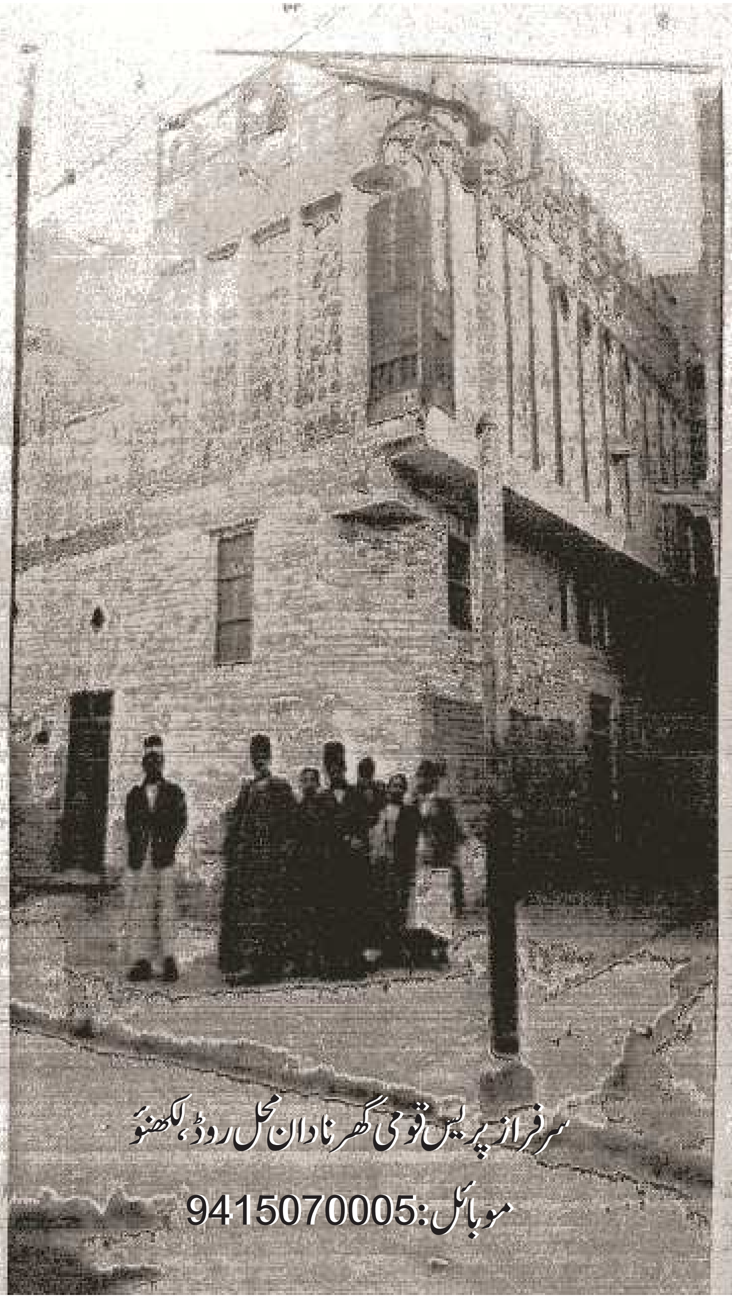

سرفراز پریس قومی گھر ناداں محل روڈ، لکھنؤ

موبائل:9415070005

ایران و عراق میں نوابین اودھ کے قومی اور تعمیری خدمات:

ہندوستان میں اودھ کے شیعہ سلاطین ،نوّاب ، روساء ، تعلقداروں اور زمیداروں نے اپنے اپنے علاقے میں جو علمی ، مذہبی ، سماجی ، معاشی اور قومی خدمات انجام دیں وہ تو ہیں ہی اس کے علاوہ انہوں نے اپنی اپنی ریاست سے باہر بھی بلکہ بیرونِ ملک بھی عوام الناس کے لئے بیشتر فلاحی خدمات انجام دیں بعض شیعہ سلاطین اودھ اور اودھ کے روساء اور تعلقداروں کہ جنہیں محمدؐ و آل محمدؐ سے بے پناہ الفت و محبت وعقیدت تھی ،جن کا کعبۂ مقصد کربلا و نجف اور ایران تھا وہاں بھی انہوں نے زائرینِ مقاماتِ مقدسہ کو سہولت فراہم کرنے کی غرض سے لائقِ ذکر تعمیری خدمات بھی انجام دیں

جن میں چند درجِ ذیل ہیں :

(۱) مسافر خانہ فردوس منزل سامرہ ،عراق تعمیر کردۂ بادشاہِ اودھ محمد علی شاہ

(۲) مسافر خانہ ٔملیکۂ جہاں زوجۂ محمد علی شاہ بادشاہ اودھ (کربلا)

(۳) مسافر خانہ ناظم صاحب (کربلا)

(۴) مسافر خانہ تاجدار بہو، کربلا ،عراق

(۵) مسافر خانہ تعمیر کردۂ باقر علی خان (کربلا)

(۶) مسافر خانہ دزداب (سامرہ)

(۷) مسافر خانۂ ہندیہ (نجف) تعمیر کردۂ الحاج نواب نوازش علی خان قزلباش لاہور ،تعلقدار علی آباد ،نواب گنج ضلع بہرائچ ، اودھ

(۸) مسافر خانہ ،عراق تعمیر کردۂ راجہ یاسین علی خان ، دیوگاؤں ضلع فیض آباد ،

(۹) مسافر خانہ (عراق) تعمیر کردۂ راجہ محمد امیر احمد خان محمود آباد

(۱۰) عراق میں راجہ اترولہ کا تعمیر کردہ مسافر خانہ ، وغیرہ

چونکہ اس زمانے میں زائرین پانی کے جہاز سے بڑی مشقتوں سے سفر زیارات طے کرتے تھے اور ان کو ممبئی میں ہی کئی کئی دن قیام کرنا پڑتا تھا لہذا بادشاہِ اودھ محمد علی شاہ نے زائرین کے لئے ممبئی کے بھنڈی بازار علاقے میں ایک بڑا اعزا خانہ جس میں حجاج اور زائرین عراق و ایران قیام پزیر ہو سکیں بنوایا۔ چونکہ بادشاہ اودھ محمد علی شاہ کی طرف سے اس حسینیہ کے تعمیری کاموں کی دیکھ ریکھ کے لئے میر ببر علی کو مقرر کیا گیا تھا اس لئے اس حسینیہ کو امام باڑہ میر ببر علی یا زینبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آصف الدولہ بہادر نے عراق میں پانی کی قلت کے پیشِ نظر ایک نہر بنوائی جس کو نہرِ حسینی کہا جاتا ہے نیز نجف میں ایک نہر آصفی بھی سلاطین اودھ کا بہترین کارنامہ ہے اس کے علاوہ محمد علی شاہ نے روضۂ جنابِ ''حرؒ'' و روضۂ حضرت مسلمؑ بن عقیل و روضۂ حضرت ہانی بن عروہ کی تعمیر کرائی ، یہ اسوقت کی بات ہے جب ان مزاروں پر کوئی گنبد یا روضہ نہیں تھا ، نیز مسجدِ کوفہ جو بالکل خستہ حال ہو چکی تھی اس کی بھی تعمیر و مرمت کے لیے بادشاہ اودھ محمد علی شاہ نے ایک کثیر رقم شیخ محمد حسین نجفی صاحب جواہر الکلام کو سید علماء آیت اللہ سید محمد نقوی رضوان مآب ابنِ حضرت غفرانمآب کی وساطت سے ارسال کی تو وہاں ان روضہائے مقدسہ کی تعمیر اور مسجدِ کوفہ کی مرمت کا کام مکمل ہو سکا۔

یہ تمام معلومات جو اس مضمون میں موجود ہے ، وہ اودھ کے نوابین کے ورثاء ،علماء ادباء روساء وکلا اور دانشوروں سے اور بالخصوص لکھنؤ کے بزرگوں سے مفصل گفتگو کے بعد حاصل ہوئی ہے اور قدیمی کتب ، منتشر قدیمی خطوط اور سرکاری دستاویزات کے عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے ، اور یہ نتیجہ برسوں کی محنتوں اور مشقتوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔

ایران و عراق میں نوابین اودھ کے تعمیرات کے اصل دستاویزات سخت چھان بین کے باوجود حاصل نہ ہو سکنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ممکن ہے چونکہ ، انگریزوں نے جب اودھ کے شاہی خزانوں کو لُوٹا تو ہیرے جواہرات اور قلمی مطبوعات و مخطوطات کو بھی اپنے ساتھ لے گئے اور بیشتر شاہی فرامین بھی اسی لوٹ کی نذر ہو گئے جن میں سے بیشتر شاہی قلمی آثار آج بھی برٹش لائبریری لندن میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ شاہی سلطنت کے خاتمے کے بعد بھی ان کے وارثوں نے ایران و عراق میں بہت سے تعمیری کام کر کے وقف کئے جن کے اصل دستاویزات کی مزید تلاش جاری ہے۔

☆☆☆

خیریہ اودھ

بادشاہ غازی الدین حیدر نے علماء و طلاب علوم دینیہ اور مجاوران روضہائے مقدسہ کی مالی پریشانیوں کے پیش نظر ایک خیریہ دائمی کی بنیاد ڈالی جسے خیریہ اودھ کے نام سے جانا جاتا ہے ۔

۱۸۲۵ء میں مرحوم تاجدار اودھ غازی الدین حیدر اعلی اللہ مقامہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک کروڑ روپیہ دائمی قرض دیا جس کی رقم منافع پانچ لاکھ سالانہ طے ہوئی اور اس کے مصرف کے لیے طرفین میں ایک باضابطہ معاہدہ ہوا جو درج ذیل ہے:

نقل معاہدہ، محرم الحرام ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۸۲۵ء

مطابق مسودہ فارسی

مرتب شدہ دفتر بادشاہ اودھ لکھنؤ

نقل وثیقہ عہد واقرار مابین اعلیٰ حضرت بادشاہ اودھ و نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند بابت اخراجات پنج لک منافع یکلکرور روپیہ قرضہ دوامی۔

مہر بادشاہ ابوالمظفر معز الدین شاہ غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ ۱۲۴۱ھ

وثیقہ عہد واقرار نامہ مابین سرکار عظمت آثار ظل سبحانی ابوالمظفر معز الدولہ شاہ زمن غازی الدین حیدر پادشاہ اودھ و سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہا در باب مبلغ جناب پادشاہ ذی جاہ ممدوح بطریق قرض بہ سرکار کمپنی انگریز بہادر سپردہ اند از دست خود جناب پادشاہ والا جاہ معز الدولہ معرفت مارڈنٹ ریکٹس صاحب بہادر جانشین دربار عالی قدر جناب محتشم الیہ از طرف سرکار کمپنی انگریز بہادر۔

بموجب اختیارے کہ از جانب شہ الجوانب نواب مستطاب معلیٰ القاب زیدۂ نوشان عظیم الشان مشیر خاص حضور فیض معمور بادشاہ کیوان گاہ انگلستان اشرف الامراء ولیم پٹ لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلق کشور ہند بہ صاحب معز الیہ در اجلاس کونسل مفوض است زیب توثیق یافتہ۔

(۱) دفعہ اول۔ کرور روپیہ کہ یکمشت زر بہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بطریق قرض سپردہ شدہ منافع آنحساب پنج روپیہ فیصد سالانہ از تاریخ غرہ محرم ۱۲۴۱ھ مطابق ہفتدہم ۱۷/ ماہ اگست ۱۸۲۵ء سرکار موصوف رادادن خواہد شد واگر در سرکار موصوف نرخ منافع از پنج روپیہ فیصد سالانہ کم یا زیادہ شود از مقدار منافع این کرور روپیہ قرض کہ پنج لک روپیہ سالانہ می شود، کم وبیش نہ خواہد گشت۔

(۲) دفع دوم ایں زر برائے دوام بہ سرکار موصوف سپردہ شد فی وقت من الاوقات بوجہ من الوجوہ والیان سلطنت اودھ را اختیار است داد این مبلغ و بہ نوعی مداخلت در منافع این نخواہد بود۔

(۳) دفعہ سوم از منافع مزبور در علاقہ داران ذات خاص خود بموجب تفصیل ماتحت وعنوان مفصل لتہ الذیل مقرر کردہ شد آن را سرکار موصوف بذمہ خود گیرد کہ ابداً موبداً نسلاً بعد نسلٍ یانہامی دادہ باشند۔ وبر ہیچ نوع در آں تغیر وتبدل راہ نیابد۔

(۴) دفعہ چہارم ۔ کفالت عزت وآبروئے جملہ مشاہرہ داران ایں منافع وحفاظت اموال منقولہ وغیر منقولہ آنہا از قسم مکانات وباغات بخشیدہ ایں جانب خواہ خرید وتعمیر کردہ انہا از دست حکام ودیگر متعدیان بذمہ سرکاری کمپنی انگریز بہادر خواہد بود وآنہا بہ شہر ودیار کہ باشند ہمانجا در ماہہ انہا بہر طورے کہ تواند رسید می رسانیدہ باشند۔

(۵) دفعہ پنجم مطابق وثیقہ ہذا صاحب رزیڈنٹ مسٹر مارڈنٹ ریکٹس صاحب بہادر وثیقہ نوشتہ دادہ اند درحقیقت بجائے نوشتہ نواب مستطاب گورنر جنرل بہادر است ہرگاہ وثیقہ دیگر مطابق وثیقۂ خود بمہر دستخط نواب معز الدولہ طلبیدہ دہند وثیقہ خود واپس گیرند۔ پنج لک منافع فی سال بحساب سنہ شمسی دوازدہ شہر فی شہر چہل و یک ہزار و شش صد و شصت و دو روپیہ دہ آنہ ہشت پائی۔ ہر ماہ درماہہ خادمان امامباڑہ جدید مشہور بہ امامباڑہ نجف بموجب تفصیل اسامی مندرجہ سند علاحدہ ماہانہ ۸-۱۰--۷ ۱۱۳ر جمع سالانہ 14,652 روپیہ ابدالآباد ایں مشاہرہ می دادہ باشند و اختیار عزل و نصب آنہا بہ کسے کہ تولیت امامباڑہ مزبور از حضور مفوض خواہد شد خواہد بود۔ نواب مبارک محل صاحبہ ماہواری دہ ہزار روپیہ جمع سالانہ صد و بیست ہزار (یک لک و بست ہزار) روپیہ تاحین حیات ایں مشاہرہ بہ بیگم مزبور می رسانیدہ باشد و برائے مابعد خود برائے ہر کس و ہر امر کہ وصیت نمایند تا مقدار یک ثلث مشاہرہ قبول فرمایند و دو ثلث مشاہرہ کہ باقی ماند یا بسبب کم بودن وصیت از یک ثلث زیادہ از دو ثلث و خواہ بسبب نہ کردن وصیت مطلقاً ہماں مشاہرہ باقی ماند مقدار باقی مزبور دو حصہ کردہ نصف بہ نجف اشرف و نصف کربلائے معلیٰ نزد مجتہدان مجاوران آستان ملائک پاسبان رسانیدہ باشند کہ مشارٌ الیہم از طرف ایں جانب بنا بر کسب ثواب بہ ارباب استحقاق تقسیم کردہ باشند۔ نواب سلطان مریم بیگم ماہواری 2500 روپیہ جمع سالانہ 30,000 روپیہ بشرح عنوان مفصلہ مشاہرہ نواب مبارک محل صاحبہ در بارہ مشاہرہ ایشاں ہم بعمل آید۔ نواب ممتاز محل صاحبہ ماہواری 1100 روپیہ جمع سالانہ 13200 روپیہ بشرح صدر۔ نواب سرفراز محل صاحبہ ماہواری 1000 روپیہ جمع سالانہ 0 1200 روپیہ بشرح صدر۔ اسامیان نوکران سرفراز محل صاحبہ ماہواری 929 روپیہ جمع سالانہ 11148 روپیہ بموجب تفصیل علحدہ نسلاً بعد نسلٍ می دادہ باشند و مشاہرہ فوتیان صورت شامل مبلغ نذر عتبات عالیات مذکور الصدر سازند۔ نواب معتمد الدولہ بہادر ماہواری 20,000 روپیہ جمع سالانہ 240,000 دو لک و چہل ہزار روپیہ۔☆

اسی رقم کا ایک حصہ وقف شاہ نجف لکھنؤ میں صرف ہوتا ہے۔ اسی معاہدہ کی بنا پر نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ کا مشاہرہ جو دس ہزار روپیہ ماہانہ تھا۔ موصوفہ کے بعد نجف اشرف و کربلائے معلیٰ کے مستحقین کے لیے قرار دیا گیا۔ حسب معاہدہ روپیہ کو مجتہدین، مجاورین کے ذریعہ ارباب استحقاق پر تقسیم ہونا چاہئے۔ سابق میں مرجع وقت عالم کو یہ روپیہ دیا جاتا تھا اور وہ اپنی نظر سے اہل حاجات میں تقسیم کرتا تھا۔ پھر بعد میں کونسل برطانیہ، عراق (جسے ایسٹ انڈیا کمپنی کی قائم مقام کہنا غلط نہ ہوگا) نے کربلا و نجف میں تین تین ارکان کی دو کمیٹیاں معین کی ان ارکان کو بالترتیب ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار، دو سو روپیہ ماہوار اور پچھتر روپیہ ماہوار تنخواہیں دی جاتی ہیں حالانکہ ان حضرات کا یہ کام تھا کہ تیسرے مہینہ صرف تین دن تک مستحقین کو اعانتی ٹکٹ تقسیم کر دیا کریں۔ دلیل الزائرین، کونسل کی طرف سے تقسیم خیریہ اودھ کی ناظر تھی اور انہیں کے زیر اہتمام یہ رقم ہر تیسرے مہینے تقسیم ہوا کرتی تھی۔ خیریہ اودھ کے انتظامات کے متعلق برابر شکایت ہوتی رہیں۔ ۱۹۲۹ء میں شیعہ کانفرنس نے اپنے اجلاس سالانہ منعقدہ الہ آباد میں رزولیشن نمبر ۷ بلکہ ۱۹۱۰ء کے اجلاس منعقدہ امروہہ سے لے کر اپریل ۱۹۶۴ء منعقدہ امام باڑہ غفران مآب لکھنؤ تک اس طویل عرصہ میں ہوئے تمام اجلاس میں خیریۂ اودھ کی اصلاح کے لیے تجاویز اور اصلاحی تدابیر پیش کیں، جسے آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس کی رپورٹ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر مجمع عراق کو ادارۂ تقسیم کی طرف سے عموماً جو بدظنی تھی وہ باقی رہی۔

اور مستحقین پر مصائب کی زیادتی نے آخرکار ہمارے جام صبر کو لبریز کر دیا اور آج وہ وقت آگیا کہ مظلوموں کی دبی ہوئی آوازوں نے ابھر کر حقائق کو بے نقاب کر دیا اور مکتوبِ عراق جس میں طلاب ہیئت علمیہ عراق کی خیریۂ اودھ سے متعلق وہ دردمندانہ آواز جو اس دور میں کمیٹی تقسیم خیریۂ اودھ کی دھمکیوں کے باعث پریس میں جانے کے باوجود شائع نہ ہوسکی آج وہ مضمون کی شکل میں اس رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے اس رپورٹ میں سید محمد حسنین رضوی صاحب ردولوی، زائر و سیاح ممالک اسلامیہ کی

تفتیش بھی شامل ہے جو انہوں نے ۱۹۳۸ء میں عراق جا کر خود انجام دی۔ محمد حسنین رضوی صاحب نے نجف و کربلا کے علماء اور دانشوروں کے بیانات کے ساتھ ساتھ خاص طور پر مولانا شہامت حسین صاحب رئیس جرول ضلع بہرائچ کے قلمی دستاویزات سے بھی کافی استفادہ کیا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ پھر کوئی مرد مجاہد نیک نیتی اور ثبات و استقلال کے ساتھ خیریۂ اودھ کی واگزاری کے لئے بزرگوں کی اس نفع بخش تحریک میں روح تازہ پھونکے اور گورنمنٹ برطانیہ کی توجہ اس جانب کرائے تو خیریہ اودھ کی تمام خرابیوں کی اصلاح ہوسکتی ہے اور مرحوم بادشاہ اودھ کا روپیہ انکے حسب منشاء مستحقین تک پہونچ سکتا ہے۔ ہمارے صوبے کی حکومت چونکہ شاہ اودھ غازی الدین حیدر کی قائم مقام ہے۔ اس لیے ہم اس سے خاص طور پر استدعا کرتے ہیں کہ وہ مرکزی حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائے تا کہ کوئی اطمینان بخش نتیجہ سامنے آئے۔

مرزا ہمایوں قدر ایڈوکیٹ

۲ رنومبر ۲۰۱۷ء، جمعرات

☆☆☆

افسوسناک حالات کا انکشاف

سفر عراق اور خیریۂ اودھ کے متعلق تقریباً دو ماہ مسلسل تفتیش کے نتائج۔

میں جب ہندستان سے جولائی ۱۹۳۸ء کو بغرض زیارات عتبات عالیات روانہ ہوا تو مرکزی کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے مجھے اپنا نمائندہ بنا کر میرے سپرد دو اہم مسئلے کیے۔ ایک مسافر خانہ دُزداب کے حالات کی تفتیش، دوسرے تقسیم خیریۂ اودھ (عراق) کے انتظامات کی جانچ (تقسیم خیریہ اودھ کیا ہے یہ آئندہ میرے بیان سے واضح ہوگا) میں ۲۰ جولائی ۱۹۳۸ء کو دزداب پہنچا میں نے مسافر خانہ کو دیکھا، وہ بالکل منہدم ہو چکا تھا اور اصلاح کے قابل نہیں اور اب اس کے متعلق مسٹر عبداللہ خاں سے مقدمہ بازی کرنا بالکل بے کار ہے، بجائے اس کے نوکنڈی میں جہاں کوئی مسافر خانہ زائروں کے قیام کے لیے نہیں ہے اگر کانفرنس کے مساعی سے وہاں مسافر خانہ تعمیر کیا جائے تو بہت مناسب ہے۔ نوکنڈی میں شدید گرمی پڑتی ہے، وہاں پانی دستیاب نہیں ہوتا باہر سے آتا ہے۔ جو ریلوے کی طرف سے مقفل کر دیا جاتا ہے اور اس کے ملازمین زائروں کو پانی مشکل سے دیتے ہیں۔ ریلوے افسران جو زیادہ تر ہندو ہیں زائروں کو بہت تکلیف دیتے ہیں۔ نوکنڈی میں اکثر موٹر وقت پر نہیں ملتے اور زائروں کو دھوپ میں قیام کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ بیمار اکثر ہوجایا کرتی ہیں۔

ریلوے کے تھرڈ کلاس کا جو مسافر خانہ ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے۔ خصوصاً مستورات کے قیام کرنے کی کوئی جگہ اس میں نہیں۔ ضرورت ہے کہ شیعہ کانفرنس افسران این۔ ڈبلو۔ آر۔ لاہور، اور حکومت بلوچستان کو توجہ دلائے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۳۸ء کو میں مشہد مقدس پہنچا اور زیارت سے فارغ ہونے کے بعد ۱۶ راگست کو عراق روانہ ہوا۔ زمانۂ

قیام مشہد مقدس میں مجھ سے متعدد زائروں نے جن میں بعض حضرات عراق کی زیارات سے مشرف ہوکر مشہد آئے تھے تقسیم خیریہ اودھ کے انتظامات کی شکایت کی جن میں جناب مرزا عابد حسین صاحب پنشنر انسپکٹر زراعت ساکن لکھنؤ اور جناب حکیم صابر حسین صاحب بدایونی خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔ میں طہران اور قم ہوتا ہوا ۱۷ راگست کو کاظمین شریفین وارد ہوا ۔ ۱۹ راگست کو بغداد جا کر کونسل خانہ میں خاں صاحب مسٹر طاہر حسین صاحب قریشی سے ملا (جو دلیل الزائرین اور برٹش کونسل بغداد کی جانب سے ناظر تقسیم خیریہ اودھ ہیں) میں نے خانصاحب سے از جانب کانفرنس تقسیم خیریہ اودھ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی استدعا کی اور جو شکایات مجھ سے مشہد اور کاظمین میں زائروں نے بیان کی تھیں ان کا ذکر کر کے ان سے اس کی صحت سے متعلق استفسار کیا۔ خانصاحب نے فرمایا ’’ آپ سے چند سال قبل جب جناب مولوی سید کلب عباس صاحب زیارت کو آئے تھے تو انہوں نے کونسل صاحب بغداد سے خیریہ اودھ کے حسابات اور حالات دریافت کیے تھے۔ میں نے کونسل سے یہ کہہ کر ان کو ٹال دیا کہ جب آپ گورنمنٹ آف انڈیا کی باقاعدہ اجازت لائیں گے اس وقت آپ کو حسابات دیکھنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا آپ گورنمنٹ آف انڈیا ہی سے گفتگو کیجیے اور اب میں وہی جواب آپ کو بھی دیتا ہوں۔ رہا شکایات کا مسئلہ تو انکی کوئی اصلیت نہیں۔ ایجیٹیٹر ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ آپ ان کا کوئی اثر نہ لیں۔ میں نے یہ اصرار کیا کہ آپ مجھے حالات بتائیں میں کانفرنس کی گذشتہ کارروائیوں میں آپ کا موئد رہا ہوں آپ مجھے اپنا مخالف فرض نہ کریں اور براہ کرم خیریہ اودھ کے متعلق کانفرنس کو ضروری معاملات کی اطلاع دیں لیکن خانصاحب نے میری گفتگو کا جواب صرف مسکراہٹ سے دیا۔ میں مایوس ہوکر چلا آیا اور ۳۰ راگست ۱۹۳۸ء کو بہ ہمراہی آقا سید ناصر خادم کاظمین و آقا سید جعفر خادم نجف بہ سلسلہ روانگی دمشق و فلسطین اپنے پاسپورٹ کے لیے پھر کونسل خانہ گیا اور اس وقت بھی خانصاحب نے میری مکرر استدعا پر کوئی توجہ نہ کی ۔ یکم ستمبر ۱۹۳۸ء کو میں بغداد سے بغرض زیارت حضرت زینب علیہا السلام دمشق روانہ ہوا اور ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء کو وہاں پہنچا اور شیخ عبدالرحمن صاحب خادم کے یہاں مقیم ہوا (جو شیخ شمشاد حسین صاحب ہندی مقیم نجف کے برادر نسبتی ہیں) اور وہیں شیخ فیروز الدین صاحب سے ملاقات ہوئی (جو نجف سے شام بغرضِ زیارت آئے تھے اور گورنمنٹ ہند کے آرمی اکاؤنٹنٹ دفتر سے پنشن پاتے ہیں اور نجف میں مجاور ہیں) فیروز صاحب سے تقسیم خیریہ اودھ کے متعلق اکثر گفتگو رہی اور انہوں نے بھی اس کی بدنظمیوں کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ چونکہ کوئی باقاعدہ دستور العمل نہیں ہے اس لیے یہ سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ضرورت ہے کہ باقاعدہ نظام مرتب کیا جائے ۔ میں دمشق سے فلسطین گیا اور زیارت بیت المقدس کے بعد حیفہ اور بیروت ہوتا ہوا دمشق آیا اور وہاں سے کاظمین واپس ہوا۔ کربلائے معلیٰ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد اسی دن ۲۱ ستمبر ۱۹۳۸ء کو نجف اشرف گیا اور نجف میں عزیزی، عالمِ جلیل مولوی سید محمد عابد صاحب سلمہ اللہ خلف جناب مولانا سید محمد بشیر صاحب قبلہ رودلوی مجتہد اعلی اللہ مقامہ اور فاضل محترم مولوی سید امداد حسین صاحب جونپوری سے ملاقات کی جن سے مجھ سے پہلے سے تعارف تھا۔ ان حضرات سے دریافت کیا کہ تقسیم سے طلبائے ہند کی کتنی اعانت ہوتی ہے اور خیریہ اودھ کے انتظامات کیسے ہیں؟ ان دونوں حضرات نے مجھ سے طلباء کی تکالیف اور ان کی پریشان حالی اور منتظمین خیریہ اودھ کی لاپروائی اور طلباء کا اپنی امداد و اعانت کی خواہش کرنا اور اس کا بیکار ہونا بیان کیا اور طلباء کے ساتھ مقسمین و ناظرین خیریہ کے برے برتاؤ کی شکایت کی اور جناب مولانا سید محسن نواب صاحب قبلہ لکھنوی سے میری ملاقات کرائی جناب موصوف نے مجھ سے مفصل طور پر طلاب ہند کے مصائب اور ان پر منتظمین خیریہ کی طرف سے جو مظالم ہوا کرتے ہیں ان کا ذکر کیا اور طلباء نے مجلس تقسیم کو جو درخواست دی تھی اس کا اور اس پر توجہ نہ کیے جانے کا تذکرہ کیا۔ (اس درخواست کے بعد اجمالی مطالب جناب مولانا کے بیان میں مذکور ہیں) ۔ اور نجف ہی میں جناب عمدۃ الناظرین سید محمد سجاد صاحب قبلہ مناظر لکھنوی سے میری ملاقات ہوئی اور موصوف نے طلباء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار

کیاان کی مظلومیت بیان کی اور انتظامات خیریۂ اودھ کی خرابیوں پر کافی روشنی ڈالی اور یہ بھی فرمایا کہ میں خیریۂ اودھ کی اصلاح کے متعلق ایک مضمون ''سرفراز'' کو روانہ کر چکا ہوں اسی کے بعد ۲۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کو ہیئت علمیۂ طلاب ہند نجف اشرف کا ایک خصوصی جلسہ میری صدارت میں منعقد ہوا اور اصلاح تقسیم خیریہ اودھ کے متعلق جملہ طبقات قوم اور حکومت سے اپیل کرنا تجویز ہوا اور ایک مفصل بیان مع تجاویز اصلاح (جو ۲؍اکتوبر ۱۹۳۸ء کے سرفراز میں شائع ہو چکا ہے) پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا جانا طے پایا۔ اس پمفلٹ کو نجف اشرف ہی میں چھپوایا جارہا تھا اور کاپی بھی تحریر ہو چکی تھی جسے میں نے خود دیکھا تھا اس کے مصارف طباعت وغیرہ پریشان حال طلباء نے اپنے پاس سے دیے تھے۔ مطبع حیدریہ میں یہ کاپی پتھر پر جمائی جا چکی تھی لیکن شیخ شمشاد حسین صاحب مقسم ہندی نے اس پر مطلع ہو کر صاحب مطبع کو یہ کہہ کر ڈرایا کہ تم اردو نہیں جانتے ہو۔ اس بیان میں حکومت کو برا بھلا کہا گیا ہے تمہارا پریس ضبط ہو جائے گا۔ اس خلاف واقع بیان کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے پتھر سے کاپی دھو ڈالی اور پمفلٹ کو نہ چھاپا اور کل رقم بھی جو پیشگی لے چکا تھا واپس نہ کی۔ اس پمفلٹ کے مضامین پر ارکان مجلس تقسیم نے خانصاحب طاہر حسین قریشی کو مطلع کیا انہوں نے طلباء پر ناجائز دباؤ ڈال کر یہ چاہا کہ یہ تحریک روک دی جائے اور طلباء کو کسی نہ کسی طرح خاموش کرنا چاہا لیکن ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد سجاد صاحب کا مضمون ۱۷؍ستمبر ۱۹۳۸ء کو سرفراز میں چھپ کر عراق پہنچا اس پر مطلع ہو کر خانصاحب بہت برہم ہوئے اور ۱۰؍اکتوبر کو جب موصوف تقسیم لے کر نجف گئے تو اپنی ناراضگی کا بہت برے انداز سے اظہار کیا اور جب وہ ہندی طلباء جو تقسیم سے وظائف پاتے، وظیفہ لینے گئے تو فرداً فرداً ہر ایک کو تحکمانہ انداز سے اس بات پر مجبور کرنا چاہا کہ وہ مولانا کے مضمون کا جواب لکھیں اور ان کے بیانات کی تکذیب کریں اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو وظیفہ بند کر دیا جائے گا لیکن طلباء نے دلیری سے کام لے کر ان کی اس خواہش کو ٹھکرا دیا اور یہ کہا کہ ہم حق کے خلاف کبھی قلم نہ اٹھائیں گے اور مضمون کا جواب لکھنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ خانصاحب نے اسی دوران میں ان مسافر طلباء کو یہ بھی دھمکی دی تھی کہ میں تم کو عراق سے نکلوا دوں گا اور جیل بھجوا دوں گا۔ اس کے بعد نجف کے ایک شیرینی فروش سید جعفر حسین صاحب ہندی سے (جو خانصاحب کے ہمراز اور تقسیم کے اندرونی معاملات میں دخیل اور جن کو اس سے کافی رقم ملتی ہے) مولانا کے مضمون کا جواب لکھوا کر روانہ کیا جو سرفراز میں شائع بھی ہوا ہے، سراسر غلطی پر مبنی ہے اور اس میں ہندی طلباء و مجاورین کی جو تعداد ظاہر کی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے، نجف میں ہندی طلباء کی تعداد جو ہیئت علمیہ نے ظاہر کی ہے وہ بالکل درست ہے یعنی ہندی تبتی، کشمیری تمام طلباء کی تعداد تقریباً ستر ہے اور نجف میں طلباء کے علاوہ ہندی مجاورین مشکل سے تین ہوں گے۔ کربلائے معلیٰ میں ہندی مجاورین کی تعداد ۳۵۰ ہے ان تمام حضرات کو اگر حسب ضرورت تقسیم سے دیا جائے تو ایک تہائی رقم بھی نہ ہو۔ چہ جائیکہ کل رقم تقسیم کی ان کے لیے ناکافی ہونا۔

نجف میں میں نے فرداً فرداً حضرات طلباء سے حالات کا استفسار کیا ان سب حضرات نے خیریہ کے انتظامات کی خرابیاں بیان کیں اور ہندی مقسم کے برے برتاؤ کی شکایت کی اور ہیئت علمیہ کے بیان میں جن امور کا اظہار کیا گیا ہے ان کی تائید کی اور خاص طور سے خانصاحب کے تکبر اور ان کی بداخلاقیوں کو بیان کیا اور بہت سے ایسے واقعات بیان کیے جن سے معلوم ہوا کہ دلیل الزائرین ہونے کی حیثیت سے ان کو زائرین ومجاورین کے ساتھ جو ہمدردی کرنا چاہیے برخلاف وہ ان سب کے ساتھ بہت برا برتاؤ کرتے ہیں مجھے خانصاحب کی بداخلاقیوں کے ایسے واقعات معتبر ذرائع سے معلوم ہوئے جو بہت گندے ہیں اور جن کا ذکر نہ ہونا ہی مناسب ہے۔ میں نجف سے کربلا واپس آیا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ خیریہ اودھ کے متعلق جو شکایات ہیں ان کے مفصل حالات اور عام رجحانات اور وہ خیالات جو ممبران مجلس تقسیم اور ناظر کے متعلق عراق کے مشہور علماء اور اعیان و اشراف و عام باشندگان کے ہیں پوری تحقیق سے دریافت کیا جائے۔ چنانچہ

میں نے ۵/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اس کی باقاعدہ تفتیش شروع کی جس کا سلسلہ آج ۳۰/ نومبر تک جاری رہا اس سلسلہ میں بکثرت زائرین اور علماء واشراف سے ملاقات کی اور ان سے حالات کو دریافت کیا اور قابل توجہ اور با اہمیت بیانات کو قلمبند کرلیا جو اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہیں۔

ان حضرات کے اسماء کی فہرست جن کے بیانات منسلک ہیں۔

علمائے اعلام نجف اشرف

(۱) حضرت آیۃ اللہ آقائی آقا شیخ ضیاء الدین عراقی دام ظلہ

(۲) حضرت آیۃ اللہ آقا شیخ محمد حسین اصفہانی دام ظلہ

(۳) حضرت آیۃ اللہ آقا شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا نجفی دام ظلہ

(۴) حضرت مولوی سید محسن نواب صاحب قبلہ لکھنوی

علماء اعلام کربلائے معلیٰ

(۱) آقائی حجۃ الاسلام میرزا ہادی خراسانی حائری دام ظلہ

(۲) آقائی حجۃ الاسلام آقا سید محمد ابراہیم قزوینی دام ظلہ

(۳) آقائی حجۃ الاسلام آقا سید حسین قزوینی (نبیرہ صاحب ضوابط اعلیٰ اللہ مقامہ

(۴) آقائی حجۃ الاسلام آقا شیخ محمد خطیب عرب، حائری

(۵) آقائی حجۃ الاسلام مولوی سید محمد مہدی صاحب ہندی خلف مرحوم حجۃ الاسلام آیۃ اللہ مولوی سید کلب باقر صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ

اعیان واشراف کربلائے معلی

(۱) جناب الحاج شیخ محمد علی آل کمونہ رئیس اعظم، کربلا

(۲) جناب سید محمد علی آل ثابت رئیس، کربلا

(۳) پرنس مرزا آقا حسین خاں آل نظام الدولہ

(۴) جناب الحاج آقا سید ناصر آل نصر اللہ

(۵) جناب خان بہادر مرزا احمد باقر صاحب

واعظین وخدام نجف اشرف وکربلائے معلیٰ

(۱) آقا سید جعفر کمونہ، نجف

(۲) آقا سید کاظم آل نصر اللہ، کربلا

(۳) آقا سید علی آل نصر اللہ، کربلا

(۴) آقا سید محمد علی بن سید عباس طویل آل نصر اللہ، کربلا

(۵) آقا شیخ حیدر کیشواں، کربلا

(۶) شمس الواعظین جناب آقا مرزا محمد حائری، کربلا

(۷) آقا سید صادق شہرستانی، کربلا

زائرین ومجاورین ہندستانی

(۱) جناب نواب شہید یار جنگ سید مہدی علی خاں صاحب، حیدرآبادی

(۲) جناب سید غلام پنجتن صاحب حیدرآبادی اسسٹنٹ ہوم سکریٹری، نظام گورنمنٹ

(۳) جناب ڈپٹی سید لیاقت حسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ، جونپور

(۴) جناب ڈاکٹر سید جعفر حسین صاحب رضوی عظیم آبادی، مجاور کربلا

(۵) جناب سید محمد صاحب مہندس دہلوی، مجاور کربلا

(۶) جناب شیخ محمد شاہ صاحب کمبوہ، مجاور کربلا

(۷) جناب سید اصغر حسین صاحب گورنمنٹ پنشنر، مجاور نجف

(۸) جناب سید ہادی صاحب ابن سید حسن صاحب سابق دلیل الزائرین مسیب لکھنوی

(۹) فاضل محترم جناب مولوی سید ابن حسن صاحب لکھنوی نجفی

(۱۰) جناب شیخ شمشاد حسین صاحب ہندی مقسم، نجف

(۱۱) جناب سید مجتبیٰ حسین صاحب لکھنوی ناظر تحصیل لکھنؤ

اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مختصر الفاظ میں ''تقسیم خیریہ اودھ'' کا تعارف کرادوں اور اس پر جو مختلف دور گزرے ہیں ان کی اجمالی تاریخ بیان کردوں۔

تقسیم خیریہ اودھ کیا ہے

۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۴۱ھ میں ہز مجسٹی غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ اودھ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک کروڑ روپیہ دوامی قرض دیا۔ اس رقم کا منافع پانچ لاکھ سالانہ طے ہوا اور اس کے مصارف کے لیے طرفین میں ایک باضابطہ معاہدہ ہوا۔ یہ قرضہ اس وقت دیا گیا تھا جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی برہما کی جنگ میں پریشان اور مالی امداد کی شدید ضرورت مند تھی جیسا کہ لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل نے اپنی چٹھی مورخہ ۱۴/اکتوبر ۱۸۲۵ء میں جو بادشاہ غازی الدین حیدر کو ارسال فرمائی تھی تحریر کیا ہے۔ اور دلی شکریہ اس امداد کا ادا کیا ہے جس کی وجہ سے جنگ برہما میں کمپنی کو فتح نصیب ہوئی تھی۔ اقتباس چٹھی مذکور کی مصدقہ نقل شامل رپورٹ ہے) اس رقم کا ایک حصہ امام باڑہ شاہ نجف لکھنؤ میں صرف ہوتا ہے۔

اس معاہدہ کی بنا پر نواب مبارک محل صاحبہ کا مشاہرہ جو دس ہزار روپیہ ماہانہ تھا موصوفہ کے بعد نجف اشرف و کربلائے معلیٰ کے مستحقین کے لیے منتقل ہوا۔

عہد نامہ کی دفعہ پنجم متعلق خیریہ اودھ کی عبارت یہ ہے۔

''نواب مبارک محل صاحبہ ماہواری دہ ہزار جمع سالانہ ۱۲۰،۰۰۰/ (یک لک وبست ہزار) تاحین حیات این مشاہرہ بہ بیگم مزبور می رسانیدہ باشند۔ و برائے مابعد خود برائے ہر کس و ہر امر کہ وصیت نمایند تا مقدار یک ثلث مشاہرہ قبول فرمایند۔ و دو ثلث مشاہرہ کہ باقی ماندہ یا بسبب کم بودن وصیت از یک ثلث زیادہ از دو ثلث و خواہ بسبب نکردن وصیت مطلقاً ہماں مشاہرہ باقی ماندہ مقدار باقی مزبور دو حصہ کردہ نصف بہ نجف اشرف و نصف بہ کربلائے معلیٰ نزو مجتہدان مجاوران آستان ملائک پاسباں رسانیدہ باشند کہ مشاہرہ الیہم از طرف ایں جانب بنابر کسب ثواب بہ ارباب استحقاق تقسیم کردہ باشند۔ نواب سلطان مریم بیگم، ماہواری ۲۵۰۰ روپیہ جمع سالانہ ۳۰،۰۰۰ روپیہ بشرح عنوان مفصلہ مشاہرہ نواب مبارک محل صاحبہ در بارہ مشاہرہ ایشاں ہم بعمل آید۔

نواب ممتاز محل صاحبہ ماہواری ۱۱۰۰ روپیہ جمع سالانہ ۱۳۲۰۰ روپیہ بشرح صدر۔

نواب سرفراز محل صاحبہ ماہواری ۱۰۰۰/روپیہ جمع سالانہ ۱۲،۰۰۰ روپیہ بشرح صدر

اسامیاں نوکران سرفراز محل صاحبہ ماہواری ۹۲۹ روپیہ جمع سالانہ ۱۱،۱۴۸/روپیہ بموجب تفصیل علاحدہ نسلاً بعد نسلٍ می دادہ باشند و مشاہرہ فوتیان صورت شامل مبلغ نذر عتبات عالیات مذکور الصدر سازند۔

نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ کی رقم مشاہرہ کربلا و نجف کے لیے منتقل ہوئی اور اس کی تقسیم عراق میں ''تقسیم خیریہ اودھ'' کے نام سے معروف ہے۔ ایک ضروری امر قابل تحقیق اور ہے کہ نواب مبارک محل صاحبہ کے علاوہ دیگر محلات اور ان کے ملازمین کے مشاہرہ کے متعلق بھی ان کی وفات کے بعد شامل نذر عتبات عالیات ہونا معاہدہ میں ذکر

ہے جو تخمیناً ۲۶۰۰۰ ہزار روپیہ سالانہ کی ہے وہ خطیر رقم کیا ہوئی۔ اور اب وہ کیونکر صرف ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ممبران کونسل اسمبلی میں سے کوئی صاحب اس ضروری امر کے متعلق گورنمنٹ سے استفسار کر کے قوم کو مطلع فرمائیں گے۔

ادوار تقسیم کا اجمالی بیان

۱۲۶۵ھ میں پہلے پہل یہ روپیہ تقسیم کے لیے آیا اور کربلا و نجف کے دو مسلم الثبوت مجتہدوں کو بغرض تقسیم دیا گیا کہ وہ اپنے نظریات کے مطابق تقسیم کریں اس زمانہ میں مستحقین کے گھروں پر تلاش کر کر کے روپیہ پہنچایا جاتا تھا۔ ۱۲۸۹ھ میں شاہزادہ اقبال الدولہ بہادر مرحوم کے زمانہ میں موصوف کی کوششوں سے ایک تہائی رقم تقسیم کی ہندستانیوں کے لیے مخصوص کر دی گئی تھی۔ ۱۳۰۲ھ میں مقسمین کے ساتھ دو ناظر معین ہوئے ایک ناظر گورنمنٹ کی طرف سے اور ایک ملت کی جانب سے۔ کچھ دن کے بعد صرف گورنمنٹ کا ناظر باقی رکھا گیا اور دوسرا ناظر بعض شکایات کی بنا پر برطرف ہوا۔ اس کے بعد ۱۳۲۰ھ میں مسٹر نیومارچ کونسل متعینہ کے زمانہ میں دس دس مجتہدین کو یہ روپیہ دیا گیا اور ان کو اس روپیہ کے متعلق اختیار کلی گیا۔ اس زمانہ میں نظارت بھی اٹھالی گئی۔ اس عہد میں کئی ہندی مقسمین بھی کربلا و نجف میں تھے۔ اس دور میں بعض شکایات کی بنا پر کونسل کی جانب سے یہ کہا گیا کہ مقسمین کو جو پانچ پانچ سو کی رقم ملتی ہے وہ نصف خود لے لیں اور نصف مستحقین پر تقسیم کریں۔ اس کے بعد مسٹر لاریمر کونسل متعینہ بغداد کے زمانہ میں بعض شکایات کی تفتیش کے بعد کونسل کی طرف سے یہ طے کیا گیا کہ روپیہ تقسیم کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں علاوہ مقسمین کے چند نفر ممبر ہوں اور ان کا کام یہ ہو کہ مستحقین کی تشخیص کریں اور ان تک تقسیم کے ٹکٹ پہونچائیں۔ ممبر کونسل کو ماہوار اس کام کی تنخواہ دی جائے اسی عصر میں وائس کونسل کربلا کی نظارت بھی قائم ہوئی اور اب مقسمین کو ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ یہ طریقہ جنگ عظیم کے قبل تک جاری رہا۔ کئی سال تک

دوران جنگ میں تقسیم بند رہی اور جنگ کے ختم ہونے کے بعد جو روپیہ جمع تھا وہ تقسیم کیا گیا اس زمانہ میں طلباء کو سہ ماہی پچاس روپیہ ملتا تھا اور خصوصی ٹکٹ ۱۵ روپیہ کا ہوتا تھا۔ مقسمین ممبران نے اپنی تنخواہوں کی شکایت کی چنانچہ مقسم کے بجائے ۲۵۰ روپئے کے ۳۵۰ روپیہ ماہوار ہوئے اور ممبر کے بجائے تیس روپیہ ماہوار کے ۷۵ روپیہ ماہوار مقرر ہوئے۔ ان دس مجتہدین میں سے جس کا انتقال ہوتا گیا اس کی جگہ پر کوئی نیا تقرر نہیں ہوتا تھا ان کی تنخواہوں کا روپیہ جو بچتا تھا وہ بھی مستحقین کو تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس کمیٹی کی اب موجودہ یہ صورت ہے کہ اس وقت کربلائے معلیٰ میں جناب سید مصطفیٰ کشمیری (مقسم) جو مجتہد نہیں ہیں اور جناب آقا شیخ مرتضیٰ آل یٰسین (مقسم) اور جناب سید صادق (ممبر) مقسم کی تنخواہ اس وقت فی نفر پچاس دینار ہے اور ممبر کو ۱۵/ دینار دیا جاتا ہے۔ نجف اشرف میں جناب آقا سید جعفر (مقسم) کو ۸۰/ دینار سہ ماہی دیئے جاتے ہیں۔ تیس سال سے زائد نجف اشرف کی تقسیم میں اب مقسم ہیں۔ نجف اشرف کی تقسیم میں آپ کے بیٹے سید ہاشم صاحب خلاف قاعدہ کمیٹی میں دخیل رہتے ہیں ان کی وجہ سے انتظامات میں بہت خرابیاں واقع ہوتی ہیں اور ہندیوں کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ اور جناب شیخ شمشاد حسین صاحب (ہندی مقسم) ان کو چالیس دینار سہ ماہی ملتے ہیں۔ آپ آج سے تقریباً تین سال پہلے ممبر تھے مقسم نہ تھے اور صرف ۱۵ دینار سہ ماہی پاتے تھے آپ کی طرف سے عموماً ہندیوں اور خاص طور سے طلباء کو بہت شکایات ہیں جن کا ذکر اخبارات میں آچکا ہے۔ محمد علی صاحب صحاف ممبر ہیں جو پہلے کربلا کی کمیٹی میں فراش تھے پھر وہیں ممبر ہوئے اور وہاں سے اب نجف تبدیل ہو کر آئے ہیں۔

خانصاحب طاہر حسین قریشی کا دور نظارت

۱۹۲۹ء میں شیعہ کانفرنس نے اپنے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں ریزولیشن نمبر ۷ اصلاح خیریہ اودھ پاس کیا تھا اور مارچ ۱۹۳۰ء میں خانصاحب طاہر حسین صاحب قریشی

کا تقرر بحیثیت ناظر تقسیم ہوا جن کی نظارت کے بعد خیریہ اودھ کے حالات بد سے بدتر ہوگئے بیانات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ حضرات نے متفقہ طور سے ناظر کی شکایت کی ہے اور نجف اشرف وکربلائے معلیٰ کے جملہ طبقات ان سے اور ادارۂ تقسیم سے بہت بدظن ہیں اور ناظر صاحب کی بداخلاقیوں اور بدچلنیوں کے واقعات بہت معروف ہیں اور یہ کہ تقسیم کے روپئے کو ناظر صاحب اپنے شخصی فوائد اور تعیش میں بھی صرف کرتے ہیں جس کے متعدد واقعات بیانات میں آئے ہیں اور بہت سے ناقابل ذکر واقعات کو میں نے قلم انداز کردیا۔ ناظر صاحب کو اپنے ذاتی تصرفات کا اس لیے موقع ملتا ہے کہ تقسیم کمیٹی کا کوئی قانون نہیں جس سے ان کے اختیارات کی حد معین ہو ایک یادداشت نمبر ۱۰۳ مسٹر ریمزی صاحب بہادر کونسل متعینہ بغداد نے ۷ ستمبر ۱۹۰۷ء میں مرتب کرکے جناب حجۃ الاسلام آقائی آقا سید محمد ہاشم قزوینی مرحوم مقسم کے نام روانہ کی تھی جس کی مصدقہ نقل کا ترجمہ شامل رپورٹ ہے جو بوجوہ متعدد ناقابل عمل ہے اور آئے دن خرابیاں پیدا ہونے کا سبب ہے۔ چنانچہ اسی کے بعض کلمات سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے خانصاحب طاہر حسین صاحب قریشی کو اپنے دوران نظارت میں اس کا موقع ملتا رہتا ہے کہ اپنے ذاتی نظریات سے اختلاف کے وقت کمیٹی کو بار بار توڑ کر اپنے حسب منشا نااہل اشخاص کو کمیٹی میں داخل کریں جیسا کہ گذشتہ تین سال میں ہوتا رہا اولاً سید مصطفیٰ صاحب کشمیری کو مجلس تقسیم سے خارج کیا گیا اور کچھ سمجھوتے کے بعد پھر ان کو داخل کرلیا گیا آقائے شیخ محمد خطیب کو مقسم بنایا اور اختلاف کے بعد ان کو خارج کردیا محمد علی صحاف کو اپنے مصالح کے لیے کربلا سے نجف تبدیل کردیا۔ ڈاکٹر سید جعفر حسین صاحب وسید صالح شہرستانی وشیخ محسن ابوالحب سابق ممبران کو برطرف کیا اور پھر ایک سال تک کوئی کمیٹی نہ رہی ۔سخا تقسیم کرتے رہے اس کے بعد سید صادق صاحب کو کمیٹی میں داخل کرلیا۔ جو پہلے تقسیم میں فراش تھے۔ اسی لیے ہمیشہ مقسمین اور ممبران کمیٹی ان سے خائف رہتے ہیں اور ان کو پورے طور سے یہ موقع رہتا ہے کہ ان سے اپنی مرضی کے مطابق کام لیا کریں۔ سابق کونسل صاحب بہادر اپنی یادداشت میں یہ تحریر کرتے ہیں کہ ہم روپیہ مقسمین کے سپرد کردینے کے بعد بری الذمہ ہیں اور کسی قسم کا دخل مقسمین کے نظریات میں دربارہ تقسیم نہیں رہنا چاہئے اور ناظر جو کونسل کی طرف سے معین ہیں وہ برابر اپنے ذاتی نظریات کو دخل دیتے رہتے ہیں۔ ایک لاکھ بیس ہزار سالانہ رقم کی تقسیم کے کل اختیارات حاصل ہونے کے بعد خانصاحب پھر اپنے عہدۂ دلیل الزائرین کے فرائض سے بالکل غافل ہوگئے ہیں اور زائرین کے ساتھ بہت لاپروائی کرتے ہیں ان کو کسی قسم کی راحت نہیں پہنچاتے جس کی عام شکایت ہے۔

موجودہ خرابیوں اور شکایات کا اجمالی بیان

(۱) خیریۂ اودھ سے روپئے کی ایک کثیر رقم غیر مستحق اور مالدار اشخاص کو ذاتی اغراض کی بنا پر دی جاتی ہے نیز ارکان کمیٹی کو جو از کار رفتہ ہوچکے ہیں پنشن دی جاتی ہے اور متوفی مقسمین کے مالدار ورثہ کو معقول رقمیں تقسیم سے ملتی ہیں۔ یہ عام طور سے شکایت ہے کہ مقسمین کی تنخواہیں بہت زیادہ ہیں اور ان کا کام محض ہر تیسرے مہینہ تقسیم کے ٹکٹ بانٹ دینا ہے۔

(۲) معاہدہ میں رقم تقسیم کا ماہ بماہ پہنچایا جانا مذکور ہے اور آج کل تیسرے مہینہ جمع ہوکر روپیہ تقسیم ہوتا ہے جس کی وجہ سے مستحقین کی تکلیف میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

(۳) عام مستحقین کو اس کی شکایت ہے کہ روپیہ بانٹنے کا طریقہ بہت برا اور ذلت آمیز ہے۔ جس میں ان کی بہت رسوائی ہوتی ہے۔ عورتوں اور مردوں کا ایک ساتھ مجمع میں جمع ہونا نہایت برا ہے اور اکثر اوقات عورتیں اور دیگر مستحقین پولیس کے ذریعہ نکلوادی جاتی ہیں۔

(۴) خیریہ اودھ کا پیسہ عصمت فروشی کی ترویج کا باعث ہے جس کے متعلق بہت سے گندے واقعات مشہور ہیں۔

(۵) فرضی ناموں کی مہروں سے بھی روپیہ تقسیم ہوتا ہے۔

(۶) ادارۂ تقسیم کا کوئی قانون نہیں خانصاحب، طاہر حسین قریشی جو دل چاہتا ہے اپنی ذاتی رائے سے کرتے ہیں اور خاص نظریات کے ماتحت جس کو دل چاہتا ہے دیتے ہیں۔

(۷) ہندی مستحقین کے حقوق پامال ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ بہت زائد بداخلاقی برتی جاتی ہے حالانکہ روپیہ انہیں کے ملک ہے۔ اور وہ تعداد میں دوسری قوموں سے بہت کم ہیں۔ طلباء ہند مقیمین نجف اشرف میں سے بعض کی کچھ اعانت نہیں ہوتی اور جن کی اعانت ہوتی ہے وہ بھی اتنی کم کہ معمولی خورد ونوش کو کافی نہیں ہوتی اور بہت سے فارغ التحصیل طلباء کو صرف دو روپیہ چار آنہ ماہوار کے حساب سے وظیفہ ملتا ہے۔ کربلا اور نجف کے ہندی مقسمین ہندیوں کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ ان کے حقوق کی پامالی کا سبب ہیں۔ ہندیوں کو ان سے بہت شکایت ہے جس کا ذکر اخباروں میں آچکا ہے۔

(۸) خانصاحب طاہر حسین قریشی سے ذاتی اختلاف کی بناء پر بار بار کمیٹیاں توڑی جاچکی ہیں۔ مقسمین وممبران کے انتخاب میں کسی اصول کی پابندی نہیں ہوتی صرف ذاتی رائے دخیل رہتی ہے اور اسی طرح مجلس تقسیم کے ارکان کے عہدہ کی کوئی محدود مدت معین نہیں ہے موجودہ مقسمین وممبران وارکان کمیٹی کی کوئی خاص وجاہت اور وقار قوم میں نہیں ہے اور نہ ان کو پبلک کا اعتماد حاصل ہے۔

(۹) ناظر کی کربلا ونجف میں بہت شکایات ہیں اور علاوہ تقسیم خیریہ اودھ کے متعلق بیان شدہ شکایات کے بحیثیت دلیل الزائرین کے بھی ان کی شکایت ہے کہ وہ اپنے فرائض بری طرح سے انجام دیتے ہیں۔ ہندی زائروں کو بجائے امداد اور ان کے لیے سہولتوں کے بہم پہنچانے کے ان کی زحمات کا باعث ہو رہے ہیں۔ برتاؤ نہایت برا اور متکبرانہ ہے اور اخلاقی حالت نہایت درجہ خراب کہی جاتی ہے۔ مالی تصرفات بیجا کی بھی شکایت بیان کی جاتی ہے۔ جس کی واضح مثالیں یہ دی جاتی ہیں کہ آپ نے اپنی تنخواہ سے بہت زیادہ مصارف اپنے زمانۂ نظارت میں کیے ہیں۔ جیسے کہ اپنے بھائی کو انگلستان بھیج کر تعلیم کا کل بار سیکڑوں روپیہ ماہانہ کا برسوں برداشت کیا اور دو عظیم الشان کوٹھیاں جن کی مالیت چالیس پچاس ہزار کے کہی جاتی ہے ایک لاہور اور دوسری بغداد میں بنائیں جو قوی اشتباہات کا باعث ہیں۔ ضرورت ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے بذریعہ سی آئی ڈی اس کی جانچ کرائے کہ واقعہ کیا ہے۔

(۱۰) آج کل برابر یہ طریقہ رہتا ہے کہ کونسل صاحب بغداد ان شکایات پر جو ناظر یا مجلس تقسیم کے ارکان کی باشندگان کربلا ونجف ان کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں ان کو خانصاحب کے حوالہ کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے شکایات زائل ہونے کے شکایت کنندہ کی شخصی زحمات اور بڑھ جاتی ہیں تقسیم کا روپیہ بند کر دیا جاتا ہے اور فوجداری کے جھوٹے مقدمات دائر کرا دیئے جاتے ہیں اگرچہ نتیجہ میں وہ باعزت طور پر کامیاب رہے جیسا کہ شمس الواعظین جناب مرزا محمد حائری کربلا کا قصہ ہوا۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مقامی بااثر حضرات کی جعلی دستخط کے خطوط ان شکایات کی رد میں کونسل خانہ روانہ کر دیے جاتے ہیں جیسا کہ آقائی شیخ محمد علی کمونہ، رئیس اعظم کربلائے معلیٰ کے بیان سے واضح ہوتا ہے۔

(۱۱) کربلائے معلیٰ میں سابق کی طرح اب کوئی برطانیہ کا کونسل خانہ نہیں جس کی وجہ سے ہندی مجاورین وزائرین کو بہت زحمات کا سامنا ہوتا ہے اور معمولی ضرورت کے لیے بھی بغداد جانا پڑتا ہے۔

اصلاحی تدابیر

مذکورہ بالا جملہ شکایات کے زائل کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ نجف اشرف وکربلائے معلیٰ کی موجودہ کمیٹیاں توڑ دی جائیں اور از سر نو صدر وممبران کا انتخاب ہو یہ انتخاب مطابق قانون ہو معیاد عہدۂ ممبران کی دائمی وموروثی نہ ہو بلکہ محدود ہو۔ موجودہ

ناظر کو تبدیل کر دیا جائے اور ادارۂ تقسیم خیریہ اودھ کا ایک قانون بنا دیا جائے جس میں تمام ضروری امور درج ہوں اور اسی قانون کے مطابق عمل درآمد ہو۔صدر کمیٹی ایک مسلم الثبوت مجتہد ہو جس کو کربلا و نجف کے مجتہدین منتخب کریں۔ ہر کمیٹی میں دو دو ہندی نمائندے ہوں، جن کو عام اعتماد حاصل ہو، جو فارغ الحال اور ذی اثر ہوں۔ایک ایرانی اور ایک عرب ممبر جو انہیں صفتوں سے موصوف ہو منتخب کیا جائے ان ممبروں اور صدر کی تنخواہ مقرر ہو۔سو روپیہ ماہوار مجتہد صدر کو اور پچاس روپیہ ماہوار ممبران کو دیئے جائیں۔ ہندی طلباء کو بلحاظ مراتب دس و پندرہ و بیس روپیہ ماہوار دیئے جائیں کیونکہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کے لیے ہندستان سے وظائف جاری ہوں۔صدر ہیئت علمیہ نے اس کے لیے جو طریقہ اپنی یادداشت میں مرتب کیا ہے اس کے موافق عمل درآمد ہو کسی ہندی مستحق کی پانچ روپیہ ماہوار سے کم اعانت نہ ہو۔کربلا میں برطانوی کونسل خانہ قائم کر دیا جائے تاکہ زائروں کی زحمتیں دور ہو جائیں ۔ممبر و مقسم کی تنخواہوں میں جو فرق ہے وہ مٹا دیا جائے روپیہ کی تقسیم مہر کے ذریعہ سے نہ ہو بلکہ نشان انگوٹھا یا تحریر لے کر روپیہ دیا جایا کرے۔

ہندیوں کے حقوق کی ترجیح کا مسئلہ ہمیشہ نہایت اہم رہا ہے اور آج کل جبکہ یہ اصول مقرر ہو چکا ہے کہ عراق صرف عراقیوں کے لیے ہے اور زیادہ قابل توجہ ہے۔لہٰذا یہ امر ضروری ہے کہ تقسیم خیریہ اودھ کے روپیہ کا دو ثلث حصہ نجف اشرف و کربلائے معلیٰ کے ہندیوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے کیونکہ وہ عراق میں تمام قوموں سے زیادہ پریشان حال ہیں، حکومت عراق کوئی اعانت ان کی نہیں کرتی۔ یہ روپیہ چونکہ ہندستان کا ہے لہٰذا وہ اس کے پانے کے زیادہ مستحق ہیں۔سابق میں مسٹر ریمزے صاحب بہادر اور مسٹر لاریمر صاحب بہادر کونسلان دولت عظمیٰ برطانیہ متعلقہ بغداد نے ہندستانی مجاورین اور خصوصاً طلباء کے خیریہ اودھ میں زیادہ حقدار ہونے کو وزنی الفاظ میں تسلیم کیا ہے اور عرصہ تک اس پر عمل درآمد بھی رہا ہے۔مسٹر ریمزے کی یادداشت کا ترجمہ ہمراہ رپورٹ منسلک ہے اور مسٹر لاریمر کی یادداشت کا حوالہ جناب آقائے ثقۃ الاسلام مولوی سید محمد مہدی صاحب قبلہ کے بیان میں مذکور ہے۔تقسیم کا روپیہ ماہ بماہ تقسیم ہوا کرے جیسا کہ معاہدہ میں تحریر ہے۔ آج کل ہر تیسرے مہینہ تقسیم ہوتی ہے جو خلاف معاہدہ ہے اور مستحقین کی بہت سی پریشانیوں کا باعث ہوتی ہے۔

عورتوں کی تقسیم کا ایک خاص روز مقرر کیا جائے۔اس روز مردوں کو روپیہ تقسیم نہ ہو اور نہ پولیس موجود ہو۔محترم بیبیوں کو ان کے گھروں پر روپیہ بذریعہ ان کے وکیل معتبر کے بھجوا دیا جایا کرے۔مسماۃ، خفیہ جو عورتوں کی شناخت کے لیے مقرر ہے اور جس کی بہت زیادہ شکایتیں ہوئی ہیں موقوف کر دیا جائے اور کوئی دوسری عورت اس کام کے لیے مقرر کی جائے۔محترم حضرات کو روپیہ ان کے وکیل کی معرفت ان کے گھروں پر بھجوا دیا جایا کرے۔طلبائے دینی مقیما نجف اشرف کو مثل دیگر حضرات محترم کے روپیہ تقسیم کیا جایا کرے۔تقسیم میں توہینی عنصر مٹا دیا جائے عام مستحقین کو بھی تقسیم احترام و اخلاق سے دی جائے۔ان کو ذلیل اور رسوا نہ کیا جایا کرے۔مستحق کے حقوق کی کافی جانچ سلیقہ اور تہذیب سے ممبران کمیٹی کریں جو درخواست دہندہ کی رسوائی اور توہین کا باعث نہ ہو۔ ممبران کمیٹی کے انتخاب کے لیے مجتہدوں کی شرط ضروری نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ بذریعہ انتخاب عام یہ لوگ مقرر ہوں اور ایسے ہوں جن کو عام اعتماد ملت کا حاصل ہو اور یہ خیریہ اودھ سے مستفید نہ ہوئے ہوں۔صدر کمیٹی ایک مجتہد حقیقی مسلم الثبوت ہو جس کا انتخاب صرف مجتہدان نجف و کربلائے معلیٰ کریں ممبر یا مقسم کو پنشن تقسیم سے نہ دی جائے اگر وہ مستحق اعانت ہی ہو تو مثل دیگر مستحقین اس کی اعانت کی جائے۔ناظر کو کوئی اختیار تقسیم میں نہ ہو اور نہ تقسیم کے وقت اس کی موجودگی کی ضرورت ہے۔وہ موافق افسر معائنہ کنندہ دفتر وغیرہ کی جانچ کیا کریں اور جو شکایات و خامیاں ملیں ان کو قونصل صاحب برطانیہ معینہ بغداد صدر کمیٹی کو اطلاع دے کر مرفع کرائے۔ناظر اور دلیل الزائرین ایک ہی شخص نہ ہو اور ہر سال اس تقسیم کی رپورٹ چھپوا کر عام شیعہ پبلک کے لیے شائع کی جایا

کرے۔

آقائی ثقۃ الاسلام مولانا سید محمد مہدی صاحب قبلہ ہندی اور حجۃ الاسلام مولوی سید محسن نواب صاحب قبلہ لکھنوی نے اپنے بیانات میں نہایت عمدہ تجاویز کا ذکر کیا ہے قوم کو اس کو عملی جامہ پہنانے میں خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے وہ تجاویز یہ ہیں۔

(۱) نجف اشرف میں ہز مجسٹی غازی الدین حیدر کے نام سے ایک مدرسۂ تعلیمی جاری کیا جائے جو مرحوم بادشاہ کی بہترین یادگار رہوگی۔ عراق میں اس مد کا لاکھوں روپیہ صرف ہو چکا ہے مگر کوئی چیز ایسی نہیں جو معطی کے نام کی دائمی بقا کا باعث ہو اور ان کے عظیم ایثار کی غیر فانی یادگار رہو۔ نجف اشرف شیعان عالم کا دینی و علمی مرکز ہے وہاں بانی خیریہ اودھ کی علمی یادگار کا ہونا ضروری ہے نجف میں ہندی مستحقین بہت کم ہیں اور جو ہیں ان میں بیشتر طلباء ہیں وہاں پانچ ہزار روپیہ ماہوار تقسیم ہونے کے لیے بہت زائد ہے لہٰذا اس کا معتد بہ حصہ ہندی طلباء کی تربیت میں صرف کرنا نہایت مناسب ہے کیونکہ ان کی اعانت کا اور کوئی دوسرا مستقلاً انتظام نہیں ہے۔ نجف میں ایک بورڈنگ مدرسہ ہندیہ کے نام کا بنا ہوا تھا جو منہدم ہو گیا ہے۔ اس مجوزہ مدرسہ میں بتدریج ایک سو طالب علموں کی قیام و طعام وغیرہ کا انتظام رہے۔

(۲) کربلائے معلیٰ میں ایک مسافر خانہ اسی روپیہ سے تعمیر کیا جائے جس میں کم استطاعت ہندی زائرین قیام کریں۔ کربلا میں ایسے زائرین کو بہت زیادہ زحمات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج کل کربلائے معلیٰ میں آرائش بلدیہ کی تجویز پر بہت سے مکانات منہدم کر دیے گئے ہیں اسی کی زد میں بہت سے مکانات بھی آئے جو زائرین کے قیام کے لیے مخصوص تھے۔ چنانچہ سرائے ناظم صاحب مرحوم اور تاج محل و دیگر وقفی مکانات کھود ڈالے گئے اور بہت سے عنقریب کھدنے والے ہیں جس کی وجہ سے زائرین کی زحمتوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ شہر کی آبادی بڑھتی جاتی ہے مکانات کا کرایہ بھی گراں ہوتا جاتا ہے۔ سفر کے ذرائع میں آسانی پیدا ہو جانے سے زائروں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے لہٰذا ضرورت ہے کہ اس محسن ملت مرحوم کے نام سے کربلائے معلیٰ میں ایک جدید طرز کا مسافر خانہ تعمیر کیا جائے جس میں کم از کم دو سو زائرین بیک وقت قیام کر سکیں۔

مدرسہ نجف اور مسافر خانہ کربلا میں مستقل دفتر تقسیم خیریہ اودھ کا بھی رہے گا۔

علاوہ ان تجویزوں کے ایک ضروری تجویز یہ بھی ہے کہ بندرگاہ بصرہ کے محلہ مارگل میں ایک مسافر خانہ زائرین کے قیام کے لیے اسی وسیلے سے علاوہ بنوا دیا جائے۔ مارگل میں زائروں کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ پورٹ کی طرف سے جو شڈ بنا ہوا ہے اور جہاں زائرین مجبوراً پناہ لیتے ہیں ایسا خراب ہے کہ وہاں ہندی شرفا اپنے مویشیوں کو بھی رکھنا پسند نہ کریں گے۔ شڈ کھلا ہوا ہے جس کی وجہ سے بصرہ کی سخت سردی و گرمی زائرین کو بہت اذیت دیتی ہے اس کے فرش پر منوں کیچڑ لسی رہتی ہے حد درجہ مرطوب اور گندہ ہے۔ عورتوں کے لیے کوئی حصہ علاحدہ نہیں ہے اور پھر اتنا چھوٹا ہے کہ جب زائرین کا قافلہ آتا ہے تو ان کا زیادہ حصہ درختوں کے زیر سایہ پناہ لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ ضرورت ہے کہ منجانب کانفرنس پورٹ ڈائریکٹر بصرہ اور سفیر برطانیہ عظمیٰ متعینہ بغداد کو وارف نمبر ۴ مارگل کے اس شڈ کی درستگی و اصلاح کی طرف توجہ دلائی جائے تاکہ زائرین کے قیام کی زحمتیں مٹ جائیں اور وہ آسائش سے مقیم ہو سکیں۔ اس شڈ کو ماڈرن مسافر خانوں کے موافق ترمیم کیا جاوے جو بند، روشن اور ہوادار ہو، عورتوں کے قیام کرنے کا حصہ علاحدہ ہو، گندگی اور رطوبت نہ ہو، صفائی کا انتظام خاص طور سے ملحوظ رکھا جائے اور اس کو اس قدر وسیع کیا جائے کہ اس میں کم از کم دو سو مسافر بیک وقت قیام کر سکیں۔ ہر مسافر جو جہاز پر سفر کرنے آتا ہے چاہے وہ عراقی ہو یا عجمی۔ ہندی ہو یا عرب یا کوئی اور قوم مجبور ہوتا ہے کہ بصرہ کی ٹھٹھرن اور شدید گرمی سے پناہ لینے کے لیے اس میں ٹھہرے جس کی وجہ سے ہر جہاز کی روانگی کے وقت مسافروں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور مسافر خانہ میں کہیں تل رکھنے کی جگہ نہیں باقی رہتی۔ مجبوراً زائرین درختوں کے نیچے جگہ نہیں باقی رہتی۔ مجبوراً زائرین درختوں کے نیچے پناہ لیتے ہیں اور باد و باراں کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔

مسٹر ریمزے صاحب بہادر پولیٹکل رزیڈنٹ وقونصل جنرل برطانیہ متعینہ بغداد نے ۷ نومبر ۱۹۰۹ء اپنی یادداشت نمبر ۱۰۳ میں یہ تحریر فرمایا ہے (کہ اس رقم کا بہترین مصرف یہ ہوگا کہ بجائے نقد تقسیم کے اس رقم کو رفاہ عام کے کاموں میں صرف کیا جائے نقد رقم کی تقسیم بھیک مانگنے والوں کی تقسیم پر ٹوٹ پڑنے کا سبب ہوگی جن کی تعداد ہر زمانہ میں اس کل رقم سے جو ہاتھ میں ہے بڑھتی ہی رہے گی لیکن اگر کربلا میں شفاخانہ بن جائے یا نجف میں ذریعہ آب رسانی کی تکمیل کردی جائے تو باعث رفاہ عام کا ہوگا اور درحقیقت خیر جاری ہوگا)۔

شکر ہے کہ کربلا میں ایک نہایت عمدہ شفاخانہ منجانب عراق گورنمنٹ بن چکا ہے اور نجف اشرف میں حکومت عراق کی جانب سے ذریعہ آب رسانی کی تکمیل ہوچکی ہے لہٰذا اب یہ ضرورتیں باقی نہیں ہیں۔ اب جو شدید ضرورت ہے وہ یہی باتیں یعنی نجف اشرف کا ہندی مدرسہ اور کربلائے معلیٰ کا مسافر خانہ اور بصرہ کا مسافر خانہ ہے جن کی تکمیل کے بعد ہندی حضرات کی بہت سی تکلیفیں مٹ جائیں گی اور یہ ایسا خیر جاری ہوگا جس سے بادشاہ مرحوم کے عظیم ایثار کی غیر فانی یادگار قائم ہوجائے گی۔ اس جگہ اس امر کا تذکرہ بیجا نہ ہوگا کہ جب ہمارا قافلہ دوسری شوال کو بصرہ پہنچا اور اس شدّ کی تکالیف سے قافلہ والے بیمار و پریشان ہوئے اور جہاز واریلہ varela کی روانگی میں ایک روز کی تاخیر بڑھی اور زائرین کو جہاز پر چڑھنے اور قیام کرنے کی ممانعت ہوئی کیونکہ جہاز میں کھجور لادے جانے کی وجہ سے کام ہوتا رہا تھا اس وقت حضرات زائرین ومسافرین میں سے حسب ذیل حضرات کا ایک وفد میری سرکردگی میں مرتب ہوا جس میں مرزا محمد سکندر صاحب ساکن لکھنؤ ومرزا محمد بیگ صاحب سابق فوجی کپتان وموجودہ افسر آر اے آف حبانیہ عراق۔ وماسٹر اشفاق حسین صاحب ساکن میرٹھ۔ وسید تجمل حسین ضلع کرنال ومولوی سید ابن حسین صاحب ساکن سنبھل ضلع مرادآباد وسید تصدق حسین شاہ صاحب ہمدانی ساکن تلاگنگ ضلع اٹک واخلاق حسین صاحب ساکن بسولی ضلع بدایوں ممبران وفد تھے۔ یہ وفد چیف افسر صاحب زوریلا سے ملا جنہوں نے نہایت ہمدردی فرمائی اور باوجود بعض عراقی افسران پورٹ بصرہ مخالفت کے جہاز پر کھجور چڑھانے کا کام تین گھنٹہ تک بند کرواکر جملہ زائرین ومسافرین کو جن کی تعداد دوسو سے زائد تھی جہاز پر سوار ہونے کی اجازت دے دی اور ہماری ان شدید تکالیف کا ازالہ فرمایا جس کے لیے ہم سب تہ دل سے جناب چیف افسر صاحب جہاز واریلہ کے بہت ممنون ہیں۔

ایک اور امر نہایت ضروری مجھے گورنمنٹ سے کہنا ہے کہ کربلا ونجف میں خیریہ اودھ کے متعلق کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جس سے لوگوں کو گمان اور اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ رقم گورنمنٹ برطانیہ کی ریاست عراق میں صرف ہوتی آئی ہے بدقسمتی سے کچھ ایسے نااہل لوگ تقسیم خیریہ اودھ میں آتے گئے جن کی بدکرداریوں کی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ کی سیاست بدنام ہوئی۔ لہٰذا اس اشتباہ کو پبلک کے دل سے مٹانے کے لیے اس کی شدید ضرورت ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے عمال مقیمی عراق نہایت احتیاط سے حسب معاہدہ بادشاہ اودھ مرحوم تقسیم خیریہ اودھ کو صحیح لائنوں کے مطابق قانون جو آئندہ مرتب ہو چلا یا کریں۔ ورنہ یہی بدطینیاں بڑھتے بڑھتے گورنمنٹ برطانیہ کو دشمن اسلام عام طور سے مسلمانوں میں ثابت کردیں گی اور پھر شدید فسادات کا باعث ہوں گی۔

میں نے اپنے اس سفر ممالک اسلامیہ میں دشمنان برطانیہ کو اس کا پروپگنڈہ کرتے پایا ہے۔

اپنی رپورٹ کے اختتام پر میں ان تمام علماء وعمائدین کربلا ونجف اشرف کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کرکے مجھ سے کمیٹی خیریہ اودھ کے حالات بیان کیے خصوصاً جناب ثقۃ الاسلام مولانا سید محمد مہدی صاحب قبلہ ہندی حائری وجناب حجۃ الاسلام مولانا السید محسن نواب صاحب قبلہ لکھنوی کا شکرگذار ہوں کہ موصوفین نے مجھے میرے مساعی میں بہت زائد مدد پہنچائی اور میری معلومات میں اپنے گرانقدر اوقات کو صرف فرماکر کافی اضافہ کا باعث ہوئے۔ خیریہ اودھ کی اصلاح میں آپ

حضرات کے مفید مشورات کسی طرح بھلانے کے قابل نہیں اور آپ کے مساعی تاریخ اصلاح میں آب زر سے تحریر کیے جانے کے لائق ہیں۔ بیشک اہل علم کو خدمت قوم سے جو دلچسپی ہونا چاہئے اس کا آپ حضرات نے پورے طور سے اظہار کیا۔

مجھے افسوس ہے کہ اس وقت جناب مولانا سید شہامت حسین صاحب قبلہ مرحوم رئیس جرول ضلع بہرائچ کی ذات گرامی موجود نہیں جن کو اصلاح خیریہ اودھ کی دلی تمنا تھی اور موصوف کے پرانے کاغذات سے مجھے اپنی تفتیش میں کافی مدد ملی جو مرحوم کے بعض اعزّہ سے مجھے دستیاب ہوئے۔

میں معزز اعیان وممبران ''شیعہ کانفرنس'' خصوصاً اس کے محترم صدر امیر الامرا، امیر الدولہ سید راجہ محمد امیر احمد خاں صاحب والی ریاست محمود آباد و عالی جناب آنریبل سر سید رضا علی بالقابہ صدر نامزدشدہ اجلاس پٹنہ شیعہ کانفرنس سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوری توجہ اصلاح خیریہ اودھ کی طرف مبذول فرمائیں اور اپنے رسوخ واقتدار سے کام لے کر گورنمنٹ کو اس کی اصلاح کی طرف ملتفت کریں کہ تقسیم خیریہ اودھ کا ایک ایکٹ جلد بنادیا جائے اور اسی پر عمل درآمد ہو۔

یہ دور حاضر کی ایک اہم دینی اور قومی خدمت ہوگی۔

انّ اللہ لایضیع اجر المحسنین۔

خادم قوم وملت

سید محمد حسنین رضوی، ردولوی

ممبر مرکزی کمیٹی شیعہ کانفرنس وجنرل کمیٹی شیعہ کانفرنس لکھنؤ

زائر عتبات عالیات عراق وایران وشام وفلسطین

وسیاح چین وجاپان وبرما وملایا وبسنسان

وسابق تعلیمی سکریٹری نان گزیٹڈ پولیس آفیسرس ایسوسی ایشن ممالک متحدہ

۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء

★★★

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان جناب آقائی ثقۃ الاسلام مولانا سید محمد مہدی صاحب قبلہ طاب ثراہ

مجھ سے جناب مستطاب سلالۂ الاطیاب سید محمد حسنین رضوی رئیس ردولوی سے بتاریخ ۱۰/شعبان المعظم ۵۷ھ مطابق ۵/اکتوبر ۱۹۳۸ء کربلائے معلیٰ میں جو ملاقات ہوئی تو موصوف سے کیفیت تقسیم خیریہ اودھ کی بھی گفتگو آئی۔ ضمناً مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ منجانب آل انڈیا شیعہ کانفرنس تفتیش حالات تقسیم کے لیے مقرر ہوئے ہیں۔ مجھے یہ معلوم کر کے کہ شیعہ کانفرنس اصلاح خیریہ اودھ کی طرف متوجہ ہوئی ہے، بے اندازہ مسرت حاصل ہوئی۔ خداوند عالم کانفرنس کو اس مقصد خیر میں کامیاب فرمائے۔ چونکہ میں حسب ذیل متعدد وجوہ سے حالات خیریہ اودھ پر کافی اطلاع رکھتا ہوں اس لیے لوجہ اللہ حقیقت حال اور اپنے نظریات کو بیان کرتا ہوں۔

(۱) میرے خانوادہ کو شاہان اودھ رحمۃ اللہ علیہم سے اتصال رہا ہے۔

(۲) اس عہدنامہ پر مجھے اطلاع حاصل ہے جو مابین مرحوم شاہ غازی الدین حیدر اور لارڈ امپرسٹ گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلق کشور ہند بتاریخ محرم الحرام ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۷/اگست ۱۸۲۵ء کو منعقد ہوا جس کو مسٹر لاریمر سابق کونسل جنرل مقیم بغداد اپنے ساتھ کلکتہ سے لائے تھے جس کی مصدقہ نقل

میرے پاس موجود ہے۔

(۳) تیس سال تک میرے والد ماجد مرحوم مولوی سید کلب باقر صاحب اعلی اللہ مقامہٗ اور برادر معظم مرحوم مولوی سید کلب مہدی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کربلا ونجف میں مقیم رہے۔

(۴) مجھے عراق کے جملہ طبقات علماء اعلام و مستحقین مومنین ورؤسا واشراف عظام اور عام باشندگان سے کافی ارتباط حاصل ہے۔

وجوہ بالا کی وجہ سے میرا خیریہ اودھ کے متعلق معلومات وافیہ کا اظہار کرنا نامناسب نہ ہوگا کربلائے معلیٰ ونجف اشرف میں یہ روپیہ پہلے پہل ۱۲۶۵ھ میں بغرض تقسیم آیا اور مطابق عہد نامہ نجف وکربلا میں دو مسلم مجتہدوں کو یہ روپیہ تقسیم کردیا گیا۔ چنانچہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق اس کو تقسیم کرتے تھے۔ کربلائے معلیٰ میں جن کے سپرد سب سے پہلے یہ کام ہوا وہ جناب حجۃ الاسلام آقا حاجی مرزا علی نقی مجتہد طباطبائی مرحوم تھے۔ اس زمانہ میں تقسیم کا طریقہ یہ تھا کہ عام باشندوں کے گھروں پر جاکر ان کو حسب تعداد نفوس اعانت کی جاتی تھی اور سادات کو شادی کرنے تک کے لیے روپیہ دیا جاتا تھا۔ موصوف نے ۱۲۸۹ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بعد کربلائے معلیٰ میں بہ سفارش شاہزادہ اقبال الدولہ بہادر حضرت حجۃ الاسلام حاجی مرزا ابوالقاسم طباطبائی مجتہد مقسم مقرر ہوئے اور اس زمانہ میں بھی شاہزادہ موصوف کی سفارش سے ایک ثلث رقم تقسیم خیریہ اودھ سے ہندیوں کے لیے مخصوص کردی گئی۔ آپ کے زمانہ میں بجائے ماہانہ کے سہ ماہی اسی طرح گھروں پر لے جاکر روپیہ دیا جاتا تھا۔ اس دور میں باشندگان کو کچھ شکایات ہوئیں اور ان کے رفع کرنے کے لیے کرنیل ٹونڈی کونسل جنرل مقیم بغداد ۱۳۰۲ھ میں کربلائے معلیٰ آئے اور بیرون شہر خیمہ میں قیام کیا۔ مرحوم سید حسن حکیم زادہ حجۃ الاسلام طباطبائی سے قرابت بھی رکھتے تھے اور نواب محمد نقی خاں کونسل ایجنٹ کربلا کے دوست تھے۔ انہوں نے جناب حاجی مقسم کو یہ رائے دی کہ رفع شکایت کے لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو ناظر ایک کونسل کی طرف سے اور ایک باشندوں کی جانب سے معین کردیا جائے جس کی نگرانی میں روپیہ تقسیم ہوا کرے۔ جناب حاجی موصوف نے یہ رائے قبول کرلی اور کرنیل ٹونڈی بہادر کے نام ایک خط لکھا جس میں دو ناظر معین کیے جانے کو منظور کیا گیا تھا۔ جنرل کونسل اس خط کو لے کر بغداد واپس آئے اور اس وقت سے دو ناظر مقرر ہوئے۔ سید حسن حکیم زادہ مرحوم حجۃ کی طرف سے اور محمد نقی خاں گورنمنٹ کی جانب سے کچھ عرصہ کے بعد سید حسن حکیم زادہ بعض شکایات کی بنا پر برطرف کردیئے گئے اور اب صرف گورنمنٹ کا ناظر باقی رہا اور سلسلہ نظارت یوں ہی قائم رہا۔

۱۳۰۸ھ میں جناب مرزا ابوالقاسم نے وفات پائی۔ موصوف کی جگہ پر آپ کے ولد اکبر جناب حجۃ الاسلام آقا سید محمد باقر طباطبائی مرحوم مقسم معین ہوئے اور بدستور سابق تقسیم جاری رہی۔ آپ کے آخری زمانہ میں پھر باشندگان کو کچھ شکایات پیدا ہوئی جبکہ مسٹر نیومارچ بہادر جنرل کونسل تھے۔ انہوں نے نجف وکربلا کے چند علماء وعمائد سے مشورہ کے بعد اس دس ہزار ماہانہ کی رقم میں جو پانچ ہزار کربلائے معلیٰ میں دس مجتہدین کو برائے تقسیم دی اور اسی طرح پانچ ہزار نجف کے لیے۔ اور اس ترمیم پر ان کی دلیل یہ تھی کہ معاہدہ میں لفظ مجتہدان مجاوران ہے، اور فارسی میں الف ونون جمع کے لیے مستعمل ہے لہٰذا ایک ایک کے بجائے دس دس مجتہدین کربلا ونجف میں تقسیم ہونا چاہیے اور ایسا ہی کیا۔ ان دس مجتہدوں میں کربلائے معلیٰ میں میرے والد مرحوم اور نجف اشرف میں میرے برادر معظم بھی تھے۔ اس زمانہ میں مجتہدین کو اختیار کلی دیا گیا اور نظارت کو اٹھالیا گیا۔ یہ طریقہ ایک عرصہ تک رہا اور جب مسٹر لاریمر بغداد میں جنرل کونسل معین ہوئے تو ان کو بھی بعض شکایات کی بنا پر کربلائے معلیٰ آکر تفتیش کرنا پڑی اور مقسمین سے گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ ایک کمیٹی معین ہو جس میں مقسمین کے علاوہ چند نفر ممبر ہوں جن کا کام یہ ہو کہ وہ مستحقین کی تشخیص کرکے ان تک تقسیم کے ٹکٹ پہونچائیں اور ممبر کو تیس روپیہ ماہوار تنخواہ دی جائے اور وائس کونسل کی نظارت بھی قائم ہوئی اور مقسمین کو ۲۰۰ روپیہ فی نفر ماہانہ خاص ان کے

لیے نہ دیا جائے گا۔ اس وقت بھی دس مقسم تھے اور صرف آقا سید محمد باقر طباطبائی مرحوم کو ۴۰۰ روپیہ ماہوار دیا جاتا تھا اور بقیہ رقم مستحقین میں تقسیم ہوتی تھی۔ چنانچہ اب تک کمیٹی کا دستور باقی ہے۔ ان دس مجتہدین میں سے جو وفات پا جاتا تھا اس کی جگہ پر کوئی نیا تقرر نہ ہوا اور آج کل کربلا میں کمیٹی کی صورت یہ ہے کہ ایک مقسم عرب ایک مقسم کشمیری پچاس پچاس دینار سہ ماہی پر اور ایک ممبر ایرانی پندرہ دینار سہ ماہی پر مقرر ہیں۔ مسٹر نیو مارچ اور مسٹر ریمزی اور مسٹر لاریمر کے زمانہ میں کربلا و نجف میں خاص طور سے ہندیوں کا لحاظ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مسٹر لاریمر کونسلر بغداد مستحقین نجف کے لیے جو دستور العمل روانہ کیا تھا اس کی دفعہ ۹ میں عبارت عربی میں تھی اس کا ترجمہ یہ ہے۔

”یہ لازم ہے کہ ہندستان سے ہجرت کر کے آنے والے مستحق طلبا کے لیے اس خیریہ کا ایک وافر حصہ معین کیا جائے جو مستحقین عرب وعجم کا دوگنا ہو، اس لیے کہ یہ خیریہ ہندستان ہی کا ہے اور ہندستانی بہ نسبت دوسری قوموں کے اس خیریہ کے زیادہ حقدار ہیں اور ایک وقت میں کربلا و نجف میں چار ہندی مقسمین تھے۔ ممبروں میں بھی چار ہندی تھے۔ مارچ ۳۰ء سے خاں صاحب مسٹر طاہر حسین قریشی، مسٹر رزیلوے کے بعد تقسیم خیریہ کے ناظر مقرر ہوئے۔ خانصاحب موصوف کے قبل کمیٹی کا طرز عمل ایک مناسب دستور پر تھا کہ اس میں ایسے اشخاص مقسم وممبر ہوئے تھے جو سن رسیدہ اور باوقار اور مقبول باشندگان ہوا کرتے اور ہمیشہ جنرل کونسل مقیم بغداد کے مدنظر یہ امر رہا کہ اس کام کے لیے ایسے افراد کا انتخاب ہو جو گورنمنٹ اور ملت کے نزدیک معتمد اور قابل وثوق ہوں اور روپئے کی تقسیم میں حکومت کی نیک نامی کا باعث ہوں اور مقسمین کے انتخاب میں علماء وعمائد و باشندگان کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ خانصاحب موصوف کے زمانہ سے مذکورہ بالا طریقہ جو نہایت مفید ثابت ہوا تھا ترک کر دیا گیا۔ چنانچہ اب مقسمین وممبران کے انتخاب میں نہ تو عام آراء کا خیال کیا جاتا ہے اور نہ باوقار و قابل اعتماد اشخاص کی تلاش ہوتی ہے۔ صرف اپنی رائے کے مطابق تقرر ہوتا ہے اور اسی لیے جب مقسمین اور خانصاحب موصوف کی ذاتی رائے میں اختلاف وتصادم ہوتا ہے تو کمیٹی توڑ دی جاتی ہے اور جب سے خانصاحب ناظر مقرر ہوئے ہیں برابر تقسیم کے حالات میں اضطراب رہا، اور کمیٹی نہ معلوم کتنے رنگ بدل چکی اور کتنی دفعہ مقسمین وممبران کا تغیر وتبدل ہوا۔ علماء اعلام وعام باشندگان کی رائے کا کوئی احترام نہ کرنے کی ایک مثال یہ ہے کہ ۱۹۳۰ء میں برادر معظم مولوی سید کلب مہدی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ مقسم کربلا کے انتقال کے بعد یہ تحریک شمس العلماء ناصر الملت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ تمام علمائے اعلام لکھنؤ واعیان ہندستان کی جانب سے ایک میموریل مرتب کیا گیا جس میں برادر معظم کی قائم مقامی کے لیے میرا نام پیش کیا گیا تھا کہ کربلا میں مقسم بنایا جاؤں اور اس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ ہمارے اطمینان واعتماد کے لیے ان کا تقرر بہت ضروری ہے اور اکثر حضرات علاحدہ خصوصی سفارشات بھی تحریر کی تھیں۔ ان سب میں سے چند اسماء ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) شمس العلماء ناصر الملت دام ظلہٗ۔ (۲) حجۃ الاسلام آقا سید محمد ہادی صاحب مرحوم۔ (۳) شمس العلماء نجم الملت مدظلہٗ۔ (۴) شمس العلماء مولانا مولوی سید ابن حسن صاحب مدظلہٗ۔ (۵) عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب۔ (۶) سکریٹری صاحب وقف حسین آباد مبارک۔ (۷) سکریٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس۔ (۸) متولیان وقف حسین آباد و شاہ نجف۔ (۹) مشہور وکلائے لکھنؤ والہ آباد۔ (۱۰) سرسید وزیر حسن۔ (۱۱) سرسید رضا علی۔ (۱۲) سرسید سلطان احمد۔ (۱۳) راجہ سید محمد مہدی صاحب آف پیر پور۔ ام۔ ال۔ سی۔

علاوہ بریں کربلا و نجف وکاظمین سے بھی میموریل مرتب ہوئے جن میں عمائد واشراف و باشندگان شہر نے بھی متفقہ طور سے یہی خواہش کی تھی لیکن ان تمام سفارشات کا کوئی اثر نہ لیا گیا اور میرے برادر معظم کی جگہ پر آقا سید مصطفیٰ صاحب کشمیری کو معین کیا گیا اور ابتداءً میری درخواست کے جواب میں سکریٹری عالیہ ہائی کمشنر مقیم بغداد نے مجھے ایک خط لکھا جس میں اجمالاً یہ تھا کہ ”آپ کی درخواست متعلق خواہش مقسمین کربلا کو ہائی کمشنر

نے بغور ملاحظہ کیا اور ان کو اس کا افسوس ہے کہ وہ آپ کو اس جگہ پر معین نہیں کر سکتے اور اس خط میں میرے معین نہ کیے جانے کی کوئی وجہ ذکر نہ تھی۔ ۱۹۳۴ء میں خانصاحب موصوف اور مجلس تقسیم میں آپس میں کشمکش ہوئی اور مجلس کو توڑا گیا تو اس زمانہ میں عالی جناب صحافت مآب سید علی ضامن صاحب موجودہ ایگزیکیٹیو آفیسر امپرومنٹ ٹرسٹ لکھنؤ، کربلائے معلیٰ میں موجود تھے۔ جناب موصوف نے خانصاحب سے خاص طور سے کہا کہ اصلاح خیریہ اودھ اور اطمینان باشندگان کے لئے مناسب ہے کہ مولوی سید محمد مہدی کو مقسم کربلا بنایا جائے۔ خانصاحب نے جواب دیا کہ چونکہ یہ سیاسیات عراق میں حصہ لے چکے ہیں اس لیے ان کو سابق میں بھی معین نہیں کیا گیا۔ ڈپٹی صاحب نے یہ کہا کہ خیریہ کی کمیٹی مستحقین پر روپیہ تقسیم کرنے کی غرض سے ہے، اس میں سیاسی نظریات کا کوئی سوال نہ ہونا چاہئے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی نے دشمنی سے ان کی طرف کوئی سیاسی نسبت دے دی ہو ،خانصاحب ان بیانات کے بعد اور نیز ان کے طرز عمل سے اکثر مفکرین اور بااثر لوگوں کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ خیرات اودھ جو مرحوم غازی الدین حیدر نے کسب ثواب کے لیے قرار دی ہے سیاسیات میں صرف ہوتی ہے اور اس میں واقف کے منشاء کا لحاظ نہیں ہوتا ہے، اور اکثر روپیہ غیر مستحقین پر صرف ہوتا ہے۔

خانصاحب کی نظارت کے قبل تقسیم کم از کم دس بارہ روز میں ختم ہوا کرتی تھی۔ اس میں باقاعدہ فقراء و مستحقین کی جانچ اور تشخیص ہوتی تھی اور اب زیادہ سے زیادہ تین روز اور کبھی ڈھائی دن میں تقسیم ختم ہو جاتی ہے، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ پندرہ ہزار روپیہ تین روز میں بطور صحیح تقسیم ہو جائے اور مستحقین کی عرضداشتوں پر بھی اس قلیل مدت میں غور کرلیا جائے اور اس کے علاوہ بہت سی ناگفتہ بہ خرابیاں ہیں جن کے بیان کرنے کے لیے ایک مستقل ضخیم تالیف کی ضرورت ہے۔ بہت ضرورت ہے کہ اس خیریہ کی اصلاح کی طرف توجہ کی جائے۔ احقر کی نظر میں اس کی اصلاح حسب ذیل طریقوں سے ممکن ہے۔

(۱) مقسم اور ممبران کے لیے ان کی ضرورت کی محدود مدت معین کی جائے مثلاً تین سال کے لیے انتخاب میں ان کا کام پسند آئے تو دوبارہ انتخاب کیا جائے۔ (۲) مقسم وارکان کمیٹی سن رسیدہ اور عام نظروں میں پسندیدہ اور قابل اعتماد ہوں۔ (۳) روپیہ کے تقسیم کرنے کی مدت بجائے تین دن کے بڑھائی جائے مثلاً چار دن ہندیوں کے لیے، دو دن مخصوص مردوں کے لیے اور دو دن مخصوص مستورات کے لیے ہوں، اور اسی طرح سے عرب وعجم کے لیے۔ اور محترم بیوگان و مستورات یا علماء وطلاب کو ایک وکیل کے ذریعہ سے ان کے گھروں پر رقم پہنچائی جائے۔ (۴) اوپر کی چک صدر کمیٹی کے نام ہو کہ وہ روزانہ روپیہ لے کر صراف سے تقسیم کرائے۔ آج کل کی طرح نہ ہو کہ روپیہ ناظر کے صندوق میں رہے اور ان کے تصرف میں ہو۔ (۵) خانصاحب موصوف کی جگہ پر کوئی سن رسیدہ متدین شیعہ ہندی ناظر مقرر کیا جائے۔ (۶) رجسٹر میں روپیہ لینے والوں کے نام اور ان کے دستخط لینے کے لیے ناظر کے علاوہ ایک دوسرا شخص معین ہو جس کے ہاتھ میں رجسٹر رہیں اور نام اور مقدار اعانت انگریزی و عربی دونوں میں لکھی جائے تاکہ کمیٹی والے ناموں اور تقسیم کے روپیہ کی اپنے ٹکٹوں سے لے سکیں اور ناظر اپنے وظیفہ کے مطابق تقسیم میں بیٹھ کر صرف نگرانی کرے، اور اس کو اپنے نظریات کے داخل کرنے کا حق نہ حاصل ہو اور اگر کوئی خلاف اصول بات کمیٹی سے دیکھے تو اس کی رپورٹ کونسل بغداد کو کرے، جہاں سے براہ راست کونسل تحقیق کے بعد کمیٹی کو ہدایات کرے۔ میری رائے میں اگر مذکورہ بالا طریق کار اختیار کیے گئے تو خیریہ اودھ کی انتظامی خرابیاں دور ہو جائیں اور روزانہ کی شکایات کا سدباب ہو۔ احقر کی رائے میں بہت مناسب ہے کہ نجف میں ایک مدرسہ مسمی بہ (دارالعلوم غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ) قائم کیا جائے جس میں کم از کم تیس ہندستانی طالب علموں کے رہنے کا انتظام ہو اور اس میں تین سال کے لیے ہر طالب علم کے جملہ مصارف لباس، طعام وغیرہ مدرسہ سے دیئے جائیں، اور تیسرے سال طالبِ علم کے فارغ ہونے کے بعد اس کی جگہ پر دوسرا لیا جائے۔ اس مدرسے میں ایسے مبتدی طالب علم لیے جائیں جو ہندستان کے فاضل ہوں اور یہاں ان کو ادبیات اعلیٰ فقہ واصول فقہ وتفسیر وتاریخ

عمومی وتاریخ ادیان ومذاہب وفلسفہ وفن وعظ وخطابہ وعلم الاجتماع وعلم الاخلاق اور زبان انگریزی وفرانسیسی کی تعلیم دی جائے اور اس میں باقاعدہ تنخواہ دار قابل مدرسین رکھے جائیں اور ہندستان کے لائق اور اس خدمت کے انجام دینے والے اشخاص کو مدرسین کی حیثیت سے ترجیح دی جائے۔اور کربلائے معلیٰ میں ایک مسافر خانہ کم استطاعت ہندستانی زائرین کے قیام کے لیے تعمیر کیا جائے۔

احقر کو یقین ہے کہ دولت برطانیہ عظمیٰ کی ادنی توجہ اور مساعی علماء اعلام اور شیعہ کانفرنس اور اس کے صدر محترم اور مسلم لیگ اور اس کے صدر محترم سے یہ امور باحسن وجوہ انجام پاسکتے ہیں۔خداوند عالم سب کو توفیق خدمت ملک وملت عنایت فرمائے۔

السید محمد مہدی النقوی بقلم خود

۱۰؍شعبان ۱۳۵۷ھ مطابق ۷؍اکتوبر ۱۹۳۸ء کربلائے معلیٰ

☆☆☆

مکتوب عراق

ہیئت علمیہ نجف اشرف،مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۸ء

ہندی طلباء کی مضطربانہ فریاد

شیعہ کانفرنس مسلم لیگ اور نیشنل کانگریس کو توجہ دہانی

مرکزی حکومت اور یوپی گورنمنٹ سے اپیل

آج بتاریخ ۲۹؍ستمبر ۱۹۳۸ء ہیئت علمیہ طلاب ہند نجف اشرف کا ایک خصوصی جلسہ زیر صدارت عالی جناب سید محمد حسنین صاحب رئیس رُدولی دام مجدہٗ السامی منعقد ہوا اور یہ تحریک جناب صدر و بہ تائید جملہ حاضرین طے پایا کہ مندرجہ ذیل بیان اور مطالبات کو جملہ مدیران جرائد کی خدمات میں بغرض اشاعت روانہ کیا جائے نیز کتابی صورت میں طبع کرا کے اس کی کاپیاں حکومت اور قوم کے جملہ ادارات وطبقات کو روانہ کردی جائیں۔

''ہیئت علمیہ'' طلاب ہند

نجف اشرف،عراق

ضروری اطلاع

اس پمفلٹ کو نجف اشرف ہی میں چھپوایا جارہا تھا۔ چنانچہ مطبع حیدریہ میں اس کی کاپی پتھر پر جمائی جاچکی تھی لیکن بعض ارکان تقسیم خیریہ اودھ نے استبدادی روش اختیار کرتے ہوئے صاحب مطبع کو یہ کہہ کر ڈرایا کہ تم اردو نہیں جانتے ہو اس مضمون میں حکومت کو برا کہا گیا ہے۔ تمہارا پریس ضبط ہو جائے گا۔ اس خلاف واقع بیان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے کاپی ضائع کردی اور چھاپنے سے انکار کردیا۔ نیز پمفلٹ کے مضمون پر مطلع ہو کر حضرات طلاب پر ناجائز دباؤ ڈالا جانے لگا کہ وہ کسی قسم کا احتجاج نہ کریں۔ تقسیم سے اعانت روک لینے اور کوئی فرضی الزام قائم کرکے عراق سے نکلوا دیئے جانے کی دھمکیوں سے بھی مرعوب کیا جارہا ہے اور مال و دولت کے زور پر اس تحریک کے مخالف آوازیں بلند کرنے والے فراہم کیے جارہے ہیں۔

طلاب ہند مقیمینِ نجف اشرف کی مالی کشمکش اور خیریہ اودھ

دارالعلوم نجف اشرف شیعان عالم کی قوم کی واحد مرکزی درسگاہ ہے جو تقریباً ایک ہزار سال سے قوم کی علمی و دینی تربیت کر رہی ہے، عالم کے جس گوشہ میں بھی علوم دینیہ کے ماہرین ہوں ان کے سلسلہ میں تعلیم کی کڑیاں اسی درسگاہ سے متصل ہوں گی۔ ہمارے ہندستان کو بھی نجف اشرف سے ہمیشہ علمی اتصال رہا اور اسی مرکز علوم سے تحصیل علم کے بعد ہندستان میں ترویج مذہب و علوم دینیہ کا فریضہ انجام دیا گیا۔ کوئی دور ایسا نہیں گذرا جس میں ہندستان سے طلاب علوم آکر سرچشمۂ علوم نجف سے سیراب نہ ہوتے ہوں چنانچہ آج بھی نجف میں ہندستان کے مختلف شہروں کے ۳۰ طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ اگر ریاست کشمیر کے طلبہ کا شمار ہندیوں میں کرلیا جائے تو یہ تعداد تقریباً ستر تک پہونچ جائے گی۔ نجف آنے والے ہندستانی طلاب عموماً ہندستان کی اعلیٰ درسگاہوں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد تکمیل علوم کی غرض سے یہاں آیا کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ عربی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا مالی حیثیت سے آسودہ نہیں ہوا کرتے۔ ہندستان کے تعلیمی اداروں میں تو اکثر طلاب زمانہ تحصیل علم تک وظائف پاتے رہتے ہیں لیکن نجف اشرف کے ہندی طلاب کے لیے ہندستان میں کوئی ایسا خصوصی ادارہ نہیں ہے جو ان کے تعلیمی مصارف کا متحمل ہو۔ دور حاضر کے انقلابات سے باخبر حضرات پر یہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ آج علوم دینیہ کی بقاء دوام کے لیے مؤثر اقدامات کی شدید ضرورت ہے۔ عصر حاضر میں علوم دینیہ کی موت وحیات کا سوال درپیش ہے۔ افراد ملت! اگر قومی و مذہبی علوم کی بقا کو ضروری خیال فرماتے ہیں تو ان کو ہماری اس عرضداشت پر (جس کا مقصد خدمت علم دین ہے) ضرور پوری توجہ مبذول کرنا چاہئے۔ ہم کو اس کا احساس ہے کہ ہندستان اس وقت اقتصادی کشمکش میں مبتلا ہے۔ اس لیے ہم آپ سے یہ نہیں کہنا چاہتے کہ طلاب نجف کے لیے کوئی جدید اعانتی ادارہ قائم کیجئے، ہمارا مقصد قوم کو ایک ایسی مفید اور کارآمد تجویز کی طرف متوجہ کرنا ہے جس میں نہ صرف عراق کے ہندستانی طلبا کی بہبودی ہے بلکہ دیگر مستحقین کا مفاد بھی مضمر ہے۔ ہم ارباب ملت سے مالی اعانت کے طالب نہیں صرف قلم اور زبان کے مؤثر خدمات چاہتے ہیں۔ **والدال علی الخیر کفاعلہ** خیریہ اودھ کی اصلاح سے ہمارے جملہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

خیریہ اودھ کیا ہے؟

۱۸۲۵ء میں مرحوم تاجدار اودھ غازی الدین حیدر اعلی اللہ مقامہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک کروڑ روپیہ دائمی قرض دیا جس کی رقم منافع پانچ لاکھ سالانہ طے ہوئی اور اس کے مصرف کے لیے طرفین میں ایک باضابطہ معاہدہ ہوا جو اس وقت طرفین کی قائم مقام دولت برطانیہ عظمیٰ ہے۔ اسی رقم کا ایک حصہ وقف شاہ نجف لکھنؤ میں صرف ہوتا ہے اس معاہدہ کی بنا پر نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ کا مشاہرہ جو دس ہزار روپیہ ماہانہ تھا۔ موصوفہ کے بعد نجف اشرف و کربلائے معلیٰ کے مستحقین کے لیے قرار دیا گیا۔ حسب معاہدہ روپیہ کو مجتہدین، مجاورین کے ذریعہ ارباب استحقاق پر تقسیم ہونا چاہئے۔ سابق میں

مرجع وقت عالم کو یہ روپیہ دیا جاتا تھا اور وہ اپنی نظر سے اہل حاجت پر تقسیم کرتا تھا۔ چند سال سے کونسل برطانیہ، عراق نے کربلا و نجف میں تین تین ارکان کی دو کمیٹیاں معین کی ہیں ان ارکان کو بالترتیب ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار، دو سو روپیہ ماہوار اور پچھتر روپیہ ماہوار تنخواہیں دی جاتی ہیں حالانکہ ان حضرات کا یہ کام ہے کہ تیسرے مہینہ صرف تین دن تک مستحقین کو اعانتی ٹکٹ تقسیم کر دیا کریں۔ دلیل الزائرین کونسل کی طرف سے تقسیم خیریہ اودھ کے ناظر ہیں اور آج انہیں کے زیر اہتمام یہ رقم ہر تیسرے مہینے تقسیم ہوا کرتی ہے۔

خیریہ اودھ کے انتظامات کے متعلق برابر شکایت ہوتی رہیں۔ ۱۹۲۹ء میں شیعہ کانفرنس نے اپنے اجلاس سالانہ منعقدہ الہ آباد میں رزولیشن نمبر ۷ خیریہ اودھ کی اصلاح کے لیے پاس کی۔ اور مجمع عراق کو ادارۂ تقسیم کی طرف سے عموماً جو بدظنی تھی وہ اب تک باقی ہے باثر اور دولت مند اور کاروباری اشخاص فقراء ومساکین کے اموال سے ناجائز فائدے اٹھا رہے ہیں۔ عراق میں ہندستانی تمام قوموں سے کم ہیں پھر بھی ان کی اتنی اعانت نہیں کی جاتی کہ وہ فی الجملہ مالی کشمکش سے آسودہ رہ سکیں حالانکہ روپیہ انہیں کے ملک کا ہے اور وہ تمام قوموں سے زیادہ مستحق بھی ہیں۔ نجف اشرف میں ہندی طلاب کی اتنی اعانت نہیں کی جاتی کہ وہ بفراغت تحصیل علم میں مشغول رہ سکیں۔ کمیٹی کے ارکان کا طرز عمل ہمیشہ طلاب کے ساتھ ناقابل برداشت رہا۔ ہندی نمائندہ ان کی بالکل ترجمانی نہیں کرتا۔ آج کل صرف تین ایسے طالب علم ہیں جن کو ایک دینار ماہانہ ملتا ہے۔ اکثر طلاب ایسے ہیں جن کو صرف چار دینار ماہانہ ملتا ہے اور کئی ایسے طلبا ہیں جن کو باوجود استحقاق اور خواہش کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ اظہار استحقاق اور مطالبہ حقوق ایک ناقابل عفو جرم خیال کیا جاتا ہے اور مقدار وظیفہ میں اضافہ کی خواہش اعلان جنگ کے مرادف سمجھی جاتی ہے۔ نادار طالب علم اور بے بس فقراء مساکین جو اپنے وطن سے دور اجنبی ملک میں غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو اگر یہ تہدید کی جائے کہ تم نے اگر کوئی مخالف آواز بلند کی تو موجودہ اعانت بھی روک لی جائے گی یا عراق سے نکلوا دیا جائے گا تو واقعات منظر عام کیونکر آ سکتے ہیں لیکن مستحقین پر مصائب کی زیادتی نے آخر کار ہمارے جام صبر کو لبریز کر دیا اور آج وہ وقت آ گیا کہ مظلوموں کی دبی ہوئی آوازوں نے ابھر کر حقائق کو بے نقاب کر دیا۔

گورنمنٹ برطانیہ کی ادنیٰ نظر التفات خیریہ اودھ کی تمام خرابیوں کی اصلاح کر سکتی ہے اور مرحوم بادشاہ اودھ کا روپیہ ان کا حسب منشاء مستحقین تک پہونچ سکتا ہے۔ گورنمنٹ یوپی چونکہ شاہ اودھ کی قائم مقام ہے۔ اس لیے ہم اس سے خاص طور پر استدعا کرتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کو توجہ دلائے۔

علماء اعلام ہند

ہمارے معروضات پر توجہ فرمائیں اور ان کا مساعی فرما کر مشکلوں کو برطرف کریں اور خیریہ اودھ کی معتد بہ رقم کے مستحقین تک پہونچنے کا باعث ہوں اور چونکہ یہ معاملہ شیعوں کے ایک خیراتی ادارے سے تعلق رکھتا ہے اس لیے آل انڈیا شیعہ کانفرنس ہماری تحریک کی موافقت میں موثر تدابیر اختیار کرے اور حکومت کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ خیریہ اودھ کی اصلاح اور ہندیوں کے حقوق کی نگہداشت کے لیے فوری اقدامات عمل میں لائے۔

اور چونکہ یہ تحریک مسلمانوں کی ایک اہم جماعت کے مفاد کی حفاظت کے لیے ہے اس لیے مسلم لیگ کو چاہئے کہ وہ اصلاح خیریہ اودھ میں حصہ لے اور سنٹرل اسمبلی میں ہماری نمائندگی کرے۔ اور چونکہ اس تحریک میں عراق کے ہندستانیوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا ہے اور روپیہ بھی ہندستان ہی کا ہے اس لیے آل انڈیا نیشنل کانگریس گورنمنٹ ہند کو اس پر آمادہ کرے کہ وہ خیریہ اودھ کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور ہندستان کے روپیہ میں ہندستانیوں کو ترجیح دے۔ ممبران رائل فیملی اور اعیان قوم اپنے اثر سے کام لے کر گورنمنٹ کو ان مطالبات کی منظوری پر آمادہ کریں اور اس دینی خدمت میں حصہ لے کر اجر بے حساب حاصل کریں۔

مدیران جرائد

اپنے اپنے جرائد میں ہمارے معروضات کو شائع کریں اور اپنے موثر مقالات سے اس تحریک کی اہمیت پر روشنی ڈالیں نیز اصلاح خیریہ اودھ کے متعلق جو مقالات ان کی خدمت میں پہونچیں وہ ان کو شائع فرمادیا کریں۔

شیعہ انجمنیں

ہماری تائید میں جلسے منعقد کریں تائیدی رزولیشن مقامی گورنمنٹ کو روانہ کریں اور اجمالی کارروائی قومی جرائد میں شائع فرمادیں۔

ارباب قلم اور مفکرین قوم

اپنے زریں مسرت اور گراں قدر مقالات سے اس تحریک کو کامیاب بنائیں۔

ہمارے حسب ذیل ضروری مطالبات ہیں جن کو قوم کے جملہ طبقات اور حکومت کی خدمت میں پیش کر کے عملی اقدام کے منتظر ہیں۔

مطالبات

(۱) ہر مجلس تقسیم پانچ ارکان پر مشتمل ہونا چاہئے جن میں چار مجتہد ہوں اور ایک ناظر۔ ان پانچ ارکان میں دو نمائندے ہندی طلاب و مدرسین کی کثرت آراء سے معین کیے جائیں۔ ایک نمائندہ عرب ہو اور ایک نمائندہ عجم ہو، گورنمنٹ برطانیہ جو ناظر مقرر کرے وہ ہندستانی اور شیعہ ہو۔ نیز ہر تین سال کے خاتمہ پر کمیٹی کے ارکان کا جدید انتخاب ہوا کرے اور کوئی رکن مجلس دو مرتبہ متواتر منتخب نہ ہو۔

(۲) کمیٹی کے ارکان کو ان کی خدمات کے صلہ میں کوئی ماہانہ تنخواہ نہ دی جائے اور پنشن جاری کی جائے بلکہ ایام اجتماع مجلس میں دس روپیہ یومیہ الاؤنس دیا جایا کرے۔ ناظر کا مناسب الاؤنس خود حکومت معین کرے۔

(۳) ہر اس ہندی طالب علم اور مدرس کو ہندستانی نمائندوں کے انتخاب میں رائے حاصل ہو جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہ ہو جو ہندستان کی کسی یونیورسٹی یا دینی درسگاہ کی اعلیٰ سند رکھتا ہو یا ہندستان کے دو مسلم الثبوت عالم اس کی تصدیق فرمائیں کہ وہ کسی یونیورسٹی کے درجہ فاضل کی استعداد رکھتا ہے اور جو تاریخ انتخاب کے تین ماہ قبل سے محل انتخاب میں مستقل قیام رکھتا ہو۔

(نوٹ)۔ نجف اشرف وکربلائے معلیٰ میں آج جو ہندی طلاب موجود ہیں وہ جملہ حقوق رائے دہندگی رکھیں بشرطیکہ ان کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہ ہو۔

(۴) ہندیان مقیمین نجف اشرف وکربلائے معلیٰ کو دیگر اقوام پر ترجیح دی جائے خصوصاً نجف اشرف میں ہندی طلاب کے ساتھ زیادہ مراعات کی جائے اس لیے کہ مجاورین وطلاب ہند تمام قوموں سے تعداد میں بہت کم ہیں اور ان کے پاس وہ ذرائع آمدنی نہیں ہیں جو دیگر اقوام کو حاصل ہیں خصوصاً جبکہ روپیہ بھی انہیں کے ملک کا ہے۔ تقسیم خیریۂ اودھ کا ایک دور ایسا بھی گذرا ہے جبکہ ہندیوں کی اتنی رقم سے اعانت کی جاتی تھی جو ان کے جملہ مصارف کو کافی ہوتی تھی خصوصاً طلبا کا بہت زیادہ خیال کیا جاتا تھا۔ لہٰذا ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ ہر ہندی طالب علم کو بالترتیب دس، پندرہ اور بیس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے۔ مراتب کی تشخیص ہندی نمائندے کیا کریں۔ تعلیمی اعلیٰ وظیفہ تین سال سے زیادہ کے لیے نہ دیا جائے جو ہندی طلباء عراق کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد نجف میں بحیثیت مدرس قیام کرنا چاہیں ان کو کم از کم بیس روپیہ ماہوار دیا جائے۔ ہندی مجاورین اور بیواؤں کو ماہانہ دیا جائے اور حسب ضرورت ہر صنف کی مقدار اعانت میں اضافہ بھی کیا جائے۔ (۵) عرب اور عجم طلاب و مدرسین کو بھی ان کے عوام پر ترجیح دی جائے۔

قونصل

(۶) آج کل جو وظائف مالدار اور غیر مستحق اشخاص کو ملتے ہیں وہ کامل تفتیش کے بعد بالکل بند کر دیئے جائیں۔

(۷) موجودہ ارکان مجلس تقسیم میں بعض ارکان کی عام طور سے شکایت کی جاتی ہے خصوصاً طلاب علم کو ان سے بہت اذیتیں پہونچتی رہتی ہیں اور عموماً مستحقین کے لیے بھی ان کا قیام بوجوہ عدیدہ مضر ہے لہٰذا ان کو تبدیل کر کے کمیٹی کی حسب مطالبہ نمبر تشکیل کی جائے۔

☆☆☆

کتابیات

رپورٹ مرتبہ محمد حسنین رضوی صاحب مرحوم ردولوی

اخبار سرفراز۔ لکھنؤ

روئداد آل انڈیا شیعہ کانفرنس،

کانفرنس نمبر، مطبوعہ سرفراز قومی پریس